سلسلہ مطبوعات دائرہ ادب، پٹنہ

(۶)

تذکرہ

طبقات الشعرائے ہند

طبقۂ سوم

مؤلفہ

اِف فیلن و کریم الدین

مرتبہ

عطا کاکوی

ضمیمہ معاصر ۲۱

دائرہ ادب

پٹنہ ۴

قیمت دو روپے

جولائی ۱۹۶۷ء

ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

طبقات الشعرائے ہند

مؤلفہ

ایف فلن و مولوی کریم الدین

(طبقۂ سوم)

مع

تعلیقات

مرتبہ

شاہ عطاء الرحمٰن عطا کاکوی

رئیس ادارہ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

سنہ ۱۹۶۷ء

۱۳۸۷ھ

عرض مرتب

آج سے تین سال پہلے جب طبقات الشعرائے ہند کا چوتھا حصہ مرتب ہو کر شائع ہوا تو اس کے دیباچہ میں میں نے یہ اطلاع دی تھی کہ آئندہ کتاب مرتب ہو کر شائع ہوگی۔ پوری کتاب کے شائع ہونے کا امکان نہ تھا اس لئے ابھی اس کا تیسرا حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ چونکہ طبقہ چہارم کے شعرا کریم الدین کے ہم عصر تھے اولاً اس کی اہمیت زیادہ تھی اسی لئے اسکو سب پر مقدم رکھا گیا اب طبقہ سوم کے شعرا کے تراجم پیش کئے جا رہے ہیں جو نسبتاً طبقہ اول و دوم کے شعرا سے اہم ہیں اس لئے کہ یہ سب مولف تذکرہ کریم الدین کے قریب العہد ہیں اور اکثر و بیشتر سے اسکی واقفیت کے اسباب زیادہ ہیں یہ اور بات ہے کہ اس نے جیسی چاہئے ویسی احتیاط نہ برتی اور حالات کے فراہم کرنے میں سہل انکاری کی، مواقع تھے کہ چھان بین زیادہ ہوتی دراصل طبقات گارسن ڈتاسی کے فرانسیسی تذکرہ شعرائے اردو کے طبع اول پر مبنی ہے۔ اور یہ بتانا آسان نہیں کہ ترجمہ کس حد تک صحیح ہوا ہے اور بیان کی جو غلطیاں اور فروگذاشتیں ہیں وہ ڈتاسی کی ہیں یا کریم الدین کی۔ کریم الدین فرانسیسی تو کیا انگریزی سے بھی بے بہرہ معلوم ہوتا ہے مستشرقین کے نام بھی صحیح طور پر نہیں لکھ سکتا۔ ترجمہ تو ڈاکٹر فیلن نے کیا ہوگا جو کریم الدین کا شریک کار تھا حالانکہ کتاب میں کریم الدین نے اس کا اعتراف نہیں کیا

صرف لوح پر ڈاکٹر فیلن کا نام آتا ہے اور وہ بھی کریم الدین کے نام کے ساتھ گویا کریم الدین بھی ترجمہ میں شریک تھا۔

طبقات میں لوح کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ اس میں جملہ ۹۶۴ شعر کے تراجم ہیں لیکن جیسا کہ میں نے طبقات کے حصہ سوم کی اشاعت کے دیباچہ میں اطلاع دی تھی اس میں کل ۱۰۰۶ اشخاص کے تراجم ہیں۔ اشخاص اس لئے کہ اس میں سب کے سب شعرا نہیں ہیں بلکہ ادیب اور نثر نگار بھی شامل ہیں اور ایسے بھی جنکو زبان اردو سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ طبقہ چہارم میں ۲۲۷ ادیبوں اور شاعروں کے نام آتے ہیں اور تکملہ میں ۱۴۶ کے۔ اس طرح طبقہ چہارم میں کل ۳۷۳ لوگوں کے تراجم ہیں۔ طبقہ سوم جو زیر اشاعت ہے اس میں شاعروں اور ادیبوں کی تعداد ۳۳۹ ہے۔ اور جن کے متعلق خود کریم الدین کا قول ہے کہ "اس میں وہ شاعر ہیں جو طبقہ دوئم میں کے شاگرد تھے۔ ان کو الفاظ صحیح اور محاورات دلچسپ کا" استعمال کرنے کا بہت شوق تھا" (کذا)۔

طبقات کے قائم کرنے میں کریم الدین نے سخت بے احتیاطی برتی ہے۔ اور اس کا وہ تنہا ذمہ دار ہے۔ یہی نہیں بلکہ اکثر وہ دو شخصیتوں کو ایک سمجھتا ہے اور کبھی ایک شخصیت کو دو۔ زبان و بیان پر بھی اسکو قدرت حاصل نہیں مافی الضمیر ادا کرنے میں اس نے کہیں کہیں ایسی گنجلک عبارت استعمال کی ہے کہ مطلب واضح نہیں ہوتا۔ ان سب کوتاہیوں کے باوجود اسکی کوششوں کی داد دینا ہی پڑتی ہے، چھبیس ۲۶ برس کی عمر میں وہ تیرہ کتابوں کا مصنف یا مترجم ہو چکا تھا جیسا کہ اس نے طبقہ چہارم میں اپنے حالات

کے ضمن میں اطلاع دی ہے۔ کریم الدین کی پیدائش اسکے آبائی وطن پانی پت میں ہوئی۔ خود کہتا ہے "پیدائش میری ماہ عید الفطر ۱۲۳۷؁ھ مطابق ۱۸۲۱؁ء بتاریخ یکم روز عید بوقت نماز صبح بلدۂ پانی پت میں افغانوں کے محلہ میں متصل مسجد لشکر خاں کے ہوئی۔ اب میری عمر چھبیسؔ برس کی درمیان ۱۸۴۷؁ء کے ہے۔"

اس کے تصنیفی ذوق کا اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف ادب ہی کا شائق تھا بلکہ علمی اور مذہبی تعلیمی اور سماجی ہر طرح کی کتابیں مرتب کرتا رہا۔ وہ تیرہ کتابیں جنکا ذکر اس نے طبقہ چہارم میں کیا ہے مختلف شعبوں سے متعلق ہیں۔ تذکرہ اور تاریخ تو خیر اس کا خاص مضمون ہے۔ علم ریاضی، خزالفن، طب عروض و قواعد سب میں اسکو دخل تھا۔ عمر کے چھبیسویں سال کے بعد اور مرنے کے پہلے تک نہ جانے اس نے اور کتنی کتابیں لکھیں اور کن کن موضوعات پر۔ اسکی تصانیف کی تعداد میں معتدبہ اضافے ہوئے ہونگے۔ دو کتابوں کے نام کا اضافہ تو دتاسی کی تحریر سے ہوتا ہے۔ ایک 'واقعات ہند' دوسرے 'مفتاح الارض'۔ دونوں کو وہ ترجمہ بتاتا ہے اور مترجم کے اس اطلاع کے اظہار نہ کرنے پر نکتہ چینی بھی کرتا ہے۔ دو اور کتابوں کی اطلاع ابھی حال میں ملی۔ ایک تو قواعد اردو کی کتاب ہے جو اسی مہینے میں خدا بخش لائبریری میں داخل ہوئی ہے۔ جس کے لوح پر یہ عبارت ہے:-

قواعد المبتدی

یعنی

اردو زبان کی صرف و نحو

کا تجربہ ہے ممکن ہے کریم الدین کے پیش نظر انتخاب رہا ہو مگر "انتخاب" میں صرف ۱۲ شعرا کا ذکر ہے۔ حالانکہ "گلدستہ" میں ۳۷ شعرا ہیں۔ ان ۱۲ شعرا میں سے ۳ "گلدستہ" سے غیر حاضر ہیں گویا کریم الدین نے ۲۸ شعرا کا اضافہ کیا ہے۔

بہر حال کریم الدین بہ حیثیت مصنف، مولف اور مترجم ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ اسکی شخصیت اور تصانیف پر تحقیقی کام کیا جائے۔

تذکرے کی بات چھڑی ہے تو لگے ہاتھوں کریم الدین کے دیگر تذکروں کا بھی ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ایک تذکرہ تو یہی گلدستہ نازنینان ہے جو ۱۸۴۵ء میں گویا طبقات سے دو تین سال پہلے عالم وجود میں آیا۔ دوسرا تذکرہ طبقات الشعرائے ہند ہے جس کا زیادہ تر حصہ دتاسی کے تذکرہ شعرائے اردو بزبان فرانسیسی طبع اول پر مبنی ہے مگر اس میں کریم الدین نے معتد بہ اضافہ بھی کیا ہے اور گلشن بیخار شیفتہ اور مجموعہ نغز قائم سے کافی مواد لیا ہے۔ اسی لئے دتاسی کو یہ کہنا پڑا کہ:-

طبقات الشعرا، کریم الدین ۱۸۴۸ء میں دہلی سے شائع ہوئی تھی اسے میری تاریخ کی پہلی جلد کہا جاتا ہے لیکن یہ ایک بالکل جداگانہ تصنیف ہے۔ اسی لئے جب دتاسی نے اپنے تذکرہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا تو یہ طبقات بھی اس کے ماخذ میں رہا ہے۔

کریم الدین طبقات الشعراء کی اشاعت سے مطمئن نہ تھا اسکی یہ خواہش تھی کہ اردو شعرا کا ایک سیر حاصل تذکرہ مرتب کرے مگر افسوس کہ یہ قوت سے فعل میں نہ آسکا۔

عربی زبان کے شعراء کا بھی ایک تذکرہ فرائد الدہر کے نام سے اس سے یادگار ہے جو پہلے اس نے عربی زبان میں لکھا مگر پھر ڈاکٹر اشپرنگر کی ایما سے اسکا ترجمہ اردو زبان میں کر کے شائع کیا۔ اس کا سال تصنیف تو لگ بھگ وہی طبقات کا ہے مگر اس کی اشاعت ایک سال پہلے یعنی ۱۸۴۷ء میں ہوئی اس کا ایک نسخہ جو پیش نظر ہے خدا بخش لائبریری میں موجود ہے، اسکے لوح پر بجائے "تاریخ شعرائے عرب" فرائد الدہر ہی لکھا ہوا ملتا ہے۔ غالباً فرائد الدہر کا عربی نسخہ معرض اشاعت میں نہ آسکا۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا کریم الدین خود شاعر نہ تھا مگر شعر و سخن سے غایت دلچسپی تھی، جب اس نے اپنا پریس قائم کیا تو مشاعرے کرتا اور پرچہ مشاعرہ شایع کرتا، اس طرح پانچ چھ مشاعروں سے زیادہ نہ ہو سکے اس میں مشاعروں کی روداد کے ساتھ شعرا کا کلام بھی چھپتا تھا۔ ڈاکٹر محمود الٰہی مصنف بازیافت ان پرچوں کو بھی تذکرہ کی ایک کڑی سمجھتے ہیں مگر جب تک کہ ان پرچوں کا مطالعہ نہ کیا جائے یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کی حیثیت محض گلدستے کی ہے۔ یا تذکرہ کی گرچہ کریم الدین کی خواہش تھی کہ اس طرح "پچھلوں کے واسطے ایک تذکرہ سند تیار ہوتا جاوے۔[1]

کریم الدین کا ایک اور نامکمل تذکرہ وہ ہے جس کی چند قسطیں "پنجابی اخبار" لاہور میں بطور ضمیمہ شائع ہوئی تھیں۔ یہ تذکرہ بھی عربی شعرا سے متعلق تھا۔ اس کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ ایسے عربی زبان کے

---

[1] بازیافت ص ۳۹

شعرا جن کا ترجمہ فرائد الدہر میں کسی وجہ سے نہ ہو سکا تھا اسکی تکمیل کی گئی ہے۔
اس خیال کا سبب یہ ہے کہ سرورق پر ۳۹۷ شعرا کی تعداد بتائی گئی ہے حالانکہ متن میں ۳۷۳ شعرا کے تراجم ملتے ہیں۔ غالباً یہ وہی شعرا ہونگے جن کا ذکر کتاب میں نہ آسکا۔

غرض کریم الدین نے بہتیرے تذکرے لکھے، اور سب کے سب قابل قدر ہیں۔

طبقات الشعرائے ہند کا تیسرا حصہ آج اشاعت پذیر ہو رہا ہے اس میں جیسا کہ پہلے ہی عرض کیا گیا ۳۳۹ شعرا کے تراجم ہیں۔ اصل کتاب میں تراجم کے ساتھ ساتھ اشعار بھی تھے جو اس اشاعت میں طوالت کے باعث حذف کر دیئے گئے ہیں مگر ہر ترجمہ کے ساتھ اشعار کی تعداد ظاہر کر دی گئی ہے۔ حالات سازگار رہے تو لقیہ حصے بھی اشاعت پذیر ہوں گے۔

عطا منزل
سلطان گنج۔ پٹنہ
۱۴ر اپریل ۱۹۶۷ء
۳ر محرم ۱۳۸۷ھ

عطا کاکوی

فہرست شعراء

حرف الف

ث

ج

ح

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۱۳۴	حمزہ	حمزہ علی	۲۸۷	۸۰
۱۳۵	حمید	میر حمید	۸۲	۲۴
۱۳۶	حیا	حافظ محمد حیات	۴۹	۱۵
۱۳۷	حیدر	مرزا حیدر بیگ	۱۸	۷
۱۳۸	حیدر	میر حیدر علی	۱۹	۷
۱۳۹	حیدر	میر حیدر علی خاں	۲۰	۷
۱۴۰	حیدر	حسام الدین	۲۱	۸
۱۴۱	حیدری	(مرثیہ گو)	۵۷	۱۷
۱۴۲	حیدری	حیدر بخش	۱۲۰	۳۲
۱۴۳	حیراں	حافظ بقاء اللہ	۱۷	۷
۱۴۴	حیران	میر حیدر علی	۲۸۹	۸۰
۱۴۵	حیرت	غلام فخر الدین	۵۱	۱۶
۱۴۶	حیرت	اجودھیا پرشاد	۵۲	۱۶
۱۴۷	حیرت	مراد علی	۱۲۲	۳۴
۱۴۸	حیف	میر چراغ علی	۵۰	۱۶
۱۴۹	حیف	چراغ علی	۱۲۱	۳۴

خ

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۱۵۰	خادم	خادم علی خاں	۱۳۵	۳۸

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۱۸۳	راغب	جعفر خاں	۶۲	۱۸
۱۸۴	راغب	سبحان قلی بیگ	۹۳	۲۷
۱۸۵	رافت	رؤف احمد	۹۲	۲۷
۱۸۶	راقم	خلیفہ غلام محمد	۹۰	۲۶
۱۸۷	راقم	بندرابن	۹۱	۲۷
۱۸۸	رام چرن	....	۱۹۰	۵۲
۱۸۹	رام موہن رائے	....	۱۹۱	۵۳
۱۹۰	رضا	دکھنی	۹۹	۲۸
۱۹۱	رضا	عبدالرضا تھانیسری	۱۰۰	۲۸
۱۹۲	رضا	مرزا محمد رضا	۱۰۱	۲۹
۱۹۳	رضا	مرزا جیون	۱۰۲	۲۹
۱۹۴	رضا	میر رضا علی	۱۰۳	۲۹
۱۹۵	رضا	مرزا علی رضا	۱۰۴	۲۹
۱۹۶	رضا	میر محمد علی	۱۰۵	۲۹
۱۹۷	رضا	حمید الدین	۱۰۶	۲۹
۱۹۸	رضا	میر محمدی	۱۰۷	۳۰
۱۹۹	رضی	مرزا رضی خاں	۹۷	۲۸
۲۰۰	رضی	سیف اللہ رضی خاں	۹۸	۲۸
۲۰۱	رغبت	میر ابوالمعالی	۲۷۰	۷۶

ز

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۲۵۱	شورش	میر غلام حسین	۷۱	۲۱
۲۵۲	شوق	الٰہی بخش	۲۹۵	۸۱
۲۵۳	شیدا	امانت اللہ	۶۸	۲۰
۲۵۴	شیدا	مرزا ہینگا	۲۹۶	۸۲
۲۵۵	شیفتہ	حافظ عبدالصمد	۲۹۷	۸۲

ص

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۲۵۶	صاحب	ظفریاب خاں	۲۹۸	۸۲
۲۵۷	صادق	صادق علی خاں	۲۹۹	۸۲

ط

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۲۵۸	طالب	طالب حسین	۱۴۳	۴۱

ع

نمبر شمار	تخلص	نام	شمار ترتیب	صفحہ
۲۵۹	عاجز	الفت خاں	۳۰۰	۸۲
۲۶۰	عاجز	زورآور سنگھ	۳۰۱	۸۲
۲۶۱	عاشق	مہدی علی خاں	۳۰۲	۸۲
۲۶۲	عاشق	نبی بخش	۳۰۳	۸۳
۲۶۳	عسکری	مرزا عسکری	۳۰۴	۸۳

ف

ق

ک

ن

ن

و

ہ

طبقات الشعراء

(طبقہ سوم)

۱۔ **نصیر:۔** تخلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین شاہ صدر جہاں کا ساٹھ برس تک اس شاعر مشہور نے شعر گوئی کی مشق کی اور اکثر بلاد میں مثل لکھنؤ اور حیدر آباد کے بارہا گیا اور اکثر شاعروں سے جہاں گیا مباحثہ اور مقابلہ کیا اور نامور ہو کر آیا۔ بہت سے شہروں میں اس کے شاگرد ہیں جن ایام میں کہ درمیان شاہجہاں آباد کے قیام رکھتا تھا ہر مہینے کی انتیسویں تاریخ کو محفل مشاعرہ کی اپنے مکان پر منعقد کرتا تھا۔ قریب پانچ یا چار برس کے گذرے ہیں کہ وفات پائی۔ میں نے بھی نصیر کو دیکھا تھا رنگ اس کا کالا اور قد لمبا تھا چہرہ پر شاعر ہونا اور خواندگی معلوم نہوتی تھی مگر نیک صفات اور خلیق آدمی تھا۔ (۱۱ شعر) یہ شاعر مشہور ہے طبقہ چارم[1] میں بڑا استاد کامل ٹکسالی گذرا ہے جس کے عدہا شاگرد موجود ہیں۔

۲۔ **اثر:۔** تخلص میاں سید محمد میر چھوٹے بھائی حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا جو کہ ایک مرد شکستہ خاطر اور دل ریش اچھی اچھی صفتوں سے متصف اور کامل درویش تھے۔ دل و جان سے فدا اپنے بڑے بھائی کے رہتے تھے۔ انہو (کذا) نے علوم ضروریہ مولوی خواجہ احمد خاں سے پڑھے تھے۔ بمقتضائے اپنے خاندانی بزرگ

---

[1] طبقہ سوئم ہونا چاہیئے۔ ع۔

کے علم باطنی اور تصوف سے خوب ماہر تھے اور نشانیاں نیک بختی اور پرہیز گاری کی ان کی پیشانی سے ظاہر تھیں۔ مدت ہوئی کہ اس جہان فانی سے کوچ کرکے ملک جاودانی میں پہنچے۔ ایک دیوان قلیل الحجم مثل دیوان خواجہ میر درد ان کے بڑے بھائی کے دیکھنے میں آیا۔ بعض حالات اس شاعر کے بڑے مرتبہ کے دردمند اور دل پذیر اور پسند طبع واقع ہوئے ہیں۔ ایک مثنوی ہے اس زبردست شاعر کی جو نکہ صاف، صاف مشتمل محاورہ اردو خالص پر ہے۔ اس لئے وہ بہت مشہور ہے۔ بعد فوت ہونے خواجہ الرحمۃ (کذا) کے یہی صاحب سجادہ نشین اس خاندان کے ہوئے تھے۔ (۴ شعر)

۳۔ احسان:۔ تخلص میر غلام علی نام کا ہے جو کہ متوطن حیدرآباد کا ہے آدمی وہاں کے اسکو بھی اس جائے کے شعرا میں شمار کرتے ہیں سنہ ۱۲۱۲ھ میں موجود تھا۔ معلوم نہیں زندہ ہے یا مر گیا۔ (۱ شعر)

۴۔ احسن۔ تخلص مرزا احسن علی۔ قاسم نے اپنے تذکرہ میں اس کا نام مرزا احسن قلی لکھا ہے علی ابراہیم نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ شخص سرکار نواب شجاع الدلہ کے میں (کذا) عہدہ میر منشی پر مامور تھا۔ سن ایک ہزار اٹھ سو عیسوی (کذا) میں نواب سرفراز حسین رضا خاں کی سرکار میں زمرۂ شعرا میں منسلک ہوا اور تذکرہ گلشن بیخار میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ مرحوم کے پاس پیشہ شاعری پر ملازم تھا بہر کیف خوش نویسی اور نیکوی بیان سے مشہور و معروف ہے۔ مصحفی بیان کرتا ہے کہ اشعار اس شاعر کے ظرافت آمیز اور متصوفانہ ہوا کرتے تھے۔ یہ شاعر پہلے خواجہ محمد یونس خاں کی خدمت میں تھا بعد ازاں نواب وزیر مرحوم کے ساتھ رہا شاید یہ شخص شجاع الدولہ ہو اس شخص نے فن نظم میں اور فنون سے زیادہ نام پیدا کیا۔

اس کے اشعار سے فصاحت اور لطافت اس کی ظاہر ہوتی ہے ۔صاحب دیوان ہے مگر ابتداءً میر ضیاء الدین ضیا سے اصلاح لیتا تھا بعد ازاں مرزا رفیع السودا کے تلامذین میں سے شمار کیا گیا (، شعر)

۵۔ احسن :۔ تخلص احسن اللہ خاں شاہ جہاں آبادی کا ہے جو کہ متصل لاہوری دروازہ کے سرہندی مسجد میں رہتا تھا خوش مزاج اور حسن پرست بہت تھا جس معشوق زیبا کے خم ابرو کو دیکھتا تھا سر سجدہ میں جھکا دیتا تھا اور اور (کذا) مبنرہ محراب کو طاق نسیاں پر رکھ کر بجائے خطبہ خوانی کے آہ و نالہ سر کرنے شروع کرتا ۔ مشق سخن حکیم قدرت اللہ خاں سے کرتا تھا ۔ آخر کو نصائح واعظین نے اس کے دل پر اثر کیا بجائے تار زنار کے تسبیح ہاتھ میں لے اور عہد برہمن کو توڑ کر بیعت شیخ اختیار کی ۔ (اشعر)

۶۔ احقر :۔ تخلص مرزا جواد علی قزل[1] باش کا ہے آباؤ اجداد اسکے اصل باشندہ خراساں کے ہیں مگر بعد دو نسل کے انہوں نے سکونت ہندوستان میں اختیار کی میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر سے اصلاح لی اور اسکے شاگرد رشیدوں میں سے تھا شروع جوانی یعنی بارہ برس کی عمر میں اکثر زیارات مزارات خالص البرکات سے مثل مزار حضرت جناب علی مشکل کشا رضی کے جو کہ نجف میں واقع ہے ۔ اور مزار جناب امام حسین رضی سے جو کربلا میں واقع ہے اور مزار کاظمین یعنی ساتویں امام جناب امام موسیٰ بن جعفر بغدادی اور بار دیں (کذا) امام مہدی آخر الزماں جو سامرہ میں ہے ان زیارت

---

[1] لفظ قزل بمعنی سرخ اور باش بمعنی سر آیا ہے پس قزل باش بمعنی سرخ سر والا ہوا اور قزلباش اس قوم کو اس لیے کہتے ہیں کہ لال ٹوپی وے لوگ پہنتے ہیں اصل ان کی تاتار ہے مگر خیال کیا گیا ہے کہ یہ لوگ ان اسیروں کی اولاد میں ہیں جنکو تیمور لنگ نے شیخ حیدر کو مرحمت کر دیئے تھے ۔

سے فائز ہوا چنانچہ اس سفر راحت اثر میں چار برس گذرے پھر لکھنو کو معاودت کی ۱۷۹۳ء
میں وہ درمیان لکھنو کے تھا اوسوقت عمر اسکی بائیس برس کی تھی (۲ شعر)

۷- احمد تخلص - شیخ حافظ غلام احمد ایک جوان ہے طالب علم حافظ قران صاحب علم وفصاحت بہایت مہذب بغایت مودب، خوش خلق، بامروت، صاحب حیا پر فتوت اصل اسکی ممالک پنجاب مولد اس کا دار الخلافہ شاہجہاں آباد نسبت تلمذ ایک شاعر شعرائے ایران سے رکھتا ہے دونو زبانوں یعنی فارسی اور ریختہ میں شعر کہتا ہے۔ (۴ شعر)

۸- احمد - تخلص احمد بیگ قزلباش کا ہے یہ شاعر جوان رعنا صبیح الوجہ فنا علم سپاہگری سے خوب ماہر عہدہ رسالداری سرکار رمرزا ولی عہد بہادر پر مامور تھا - (۳ شعر)

۹- احمد - ایک شخص ہے، سکنائے دارلسرور برہان پور سے - شیریں کلام غلام احمد نام (۲ شعر)

۱۰- احمد - تخلص مرزا احمد بیگ برادر کلاں مرزا بلو بیگ شور کا - اشعار متفرقہ رکھتا ہے - اچھا کہتا ہے - (۲ شعر)

۱۱- احمد - میاں عمصام اللہ مرحوم پسر دوم انعام اللہ خاں یقین کا وہ ایک جوان تھا - نیک اندیشہ سپاہی پیشہ سپاہگری میں عمر بسر کرتا تھا ضلع مشرق میں درمیان ۱۲۷[1] سنہ ہجری (کذا) کے جاں بخش کے جان اپنی حوالہ کی (۴ شعر)

۱۲- احمد - تخلص مولوی شیخ حفیظ الدین احمد کا بیٹا ہلال الدین محمد کا، پوتا ہے

---

[1] یہ سنہ غلط ہے - عبارت بھی گنجلک ہے "ع"

شیخ محمد ذاکر صدیقی کا۔ یہ مشہور مصنف ہے۔ بزرگ اس کے عرب سے آکر مدھکھن
میں رہنے لگے تھے بعد دو نسل کے شیخ حسن اس خاندان میں سے بنگال میں جاکر رہا
اور طریق دینداری کا اسوقت سے اس نے اختیار کیا۔ پانچ نسل تک یہی طریق چلا گیا
آخر نسل سے جو لڑکا پیدا ہوا یعنی شیخ سعدی دکھنی جو شاہ پور ان سے مشہور ہے
بسبب خوش طالعی اور بہترائی (کذا) اپنے کے شاگرد شیخ عنایت اللہ کا جو کہ بیٹا
شیخ عبداللہ کرمانی کا تھا ہوا۔ بباعث اس کی تعلیم کے اس نے پائی تھی ایک اونچے
درجہ مذہبی کو پہنچا۔ پھر اس نے مغل بادشاہ کی نوکری بروقت اچھا موقع پانے کے
اختیار کی۔ جلال الدین جو اس کا باپ تھا وہ مدرسہ فورٹ ولیم میں عہدے[1] مدرسی (کذا)
پر مامور تھا۔ احمد بیس برس کی عمر تک کلکتہ میں درمیان اسی مدرسہ کے پڑھا جو کہ
گورنر جنرل ہسٹنگز صاحب کا بنایا ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے عربی اور فارسی زبانیں
سیکھی بعد اس کے فورٹ ولیم کے مدرسہ میں مدرس ہوا اسی اثنا میں ڈاکٹر گلرسٹ صاحب
نے جس کی سرگرمی مطالعہ زبان ہندوستانی میں مشہور ہے۔ عیار دانش کے ترجمہ
میں اس شخص کو مصروف کیا اور وہ بھی اس کام پر بدل متوجہ ہوگیا۔ اور اس کے والد
فاضل نے اسکی مدد کی یہ ترجمہ مئی کے مہینے ۱۸۰۳ء میں تمام ہوچکا تھا اور اس
شخص کو سب سے بڑا انعام جو کہ مترجموں کو ملتا ہے ملا تھا۔ بعد چند مدت کے مدرسی
ترک کر کے مٹکف صاحب رزیڈنٹ شہر دہلی کی خدمت میں عہدہ میر منشی پر
مقرر ہوئے چنانچہ درمیان ۱۸۱۵ء کے شاہجہان آباد میں تھا اب معلوم نہیں
کہ زندہ ہے یا مردہ۔ یہ معلوم ہے کہ عیار دانش فارسی زبان میں ترجمہ کی ہوئی۔ ابوالفضل

---

[1] عہدہ "ع"

کی ہے اور اصل میں وہ کتاب اخذ کی گئی ہے مجموعہ قصص مسمیٰ کلیلہ دمنہ سے جو کہ اولاً زبان ہندی میں حکیم بدپائی کی تصنیف ہے اور نام اس کا کرٹک دمنک تھا۔ احمد کے ترجمہ کی عبارت چونکہ صاف اور شستہ الفاظ چیدہ اور لطیف اور ترجمہ مطابق اصل کے ہے اسواسطے اسکی بہت قدر کی گئی ہے اور اس ترجمہ کا نام خرد افروز رکھا گیا ہے یہ ترجمہ ۱۸۱۵ء میں درمیان کلکتہ کے باہتمام روبک صاحب کے چھاپہ (کذا) کیا گیا تھا اور بمدد مولوی کاظم علی جوان اور منشی غلام اکبر اور مرزا بیگ اور غلام نادر ـــ اس کتاب کلیلہ دمنہ کے کئی ترجمے زبان ہندی میں ہیں۔ ایک کا نام منتخب الفوائد ہے جس کی ایک جلد قلمی بیچ کتب خانہ فورٹ ولیم صاحب کے ہے۔ دوسرا ترجمہ ریختہ ہندی میں بنام کلیلہ دمنہ ہے جس کی ایک جلد درمیان کتب خانہ سرکار کمپنی بہادر کے ولایت میں موجود ہے اور ایک ترجمہ اردو ۱۸۴۵ء میں درمیان لکھنو کے تیار کرکے چھاپا گیا[1]۔

۱۳۔ اسد ۔ تخلص رائے کبھریت سنگھ (کذا) چھتری کا شعر اس کا بھی خالی کیفیت سے نہیں (۱ شعر)

۱۴۔ بیتاب ۔ سنتوک رائے ہندو کا تخلص ہے یہ ہندو مطبع الاسلام تھا وہ محمد قائم کے شاگردوں میں سے ہے (۲ شعر)

۱۵۔ امین ۔ تخلص محمد مرزا اسمٰعیل ابتداء حال میں وحشی تخلص کرتا تھا وجہ تبدیل تخلص کی دریافت نہیں ہوسکی بہرکیف جوان فرخندہ تھا خوش فکر نیک اخلاط نہایت پاکیزہ رائے مستحکم ارتباط تھا۔ (۴ شعر)

---

[1] اشعار نہیں دیئے پتہ چلتا ہے کہ یہ شاعر نہ تھا۔ "ع"

۱۶۔ امین ۔ تخلص میر محمد امین دکھنی ایک مشہور شاعر ہے جس کی سوائے اور تصنیفات کے ایک ساقی نامہ بھی ہے۔ اور ایک مثنوی یوسف کی جو کہ مسلمان شاعروں میں پسندیدہ قصہ ہے۔ یہ نظم علیحدہ ہے اس طور سے جس طرح پر کہ جامی نے فارسی زبان میں زلیخا لکھی ہے۔ اور سوا اس کے جو اور شعرائے فارسی نے لکھی ہیں اور ایک دکھنی زبان میں بھی ایک جلد ہے بنام قصہ یوسف زلیخا کے۔ ناظم حیدر آباد کے کتب خانہ میں یہ کتاب ہے اسی طور پر ہے جس طور پر کہ امین نے لکھی ہے یہ شخص قوم سے سید ہے۔ رہنے والا بنارس کا شاگرد میر غلام علی آزاد بلگرامی کا۔ طبع اسکی ریختہ گوئی پر میل کلی رکھتی تھی آخر عمر میں طرف ممالک جنوبیہ کے گیا وہیں فوت ہوا۔ (۲ شعر)

۱۷۔ حیران ۔ تخلص حافظ بقاء اللہ فرزند ارجمند حافظ ابراہیم کے یہ دونوں یعنی باپ بیٹے خط اور نستعلیق خوب لکھتے تھے اور بہت اہل اور نیک ذات ہیں اور ایک بادشاہزادہ کی سرکار میں نوکر ہیں۔ (۷ شعر)

۱۸۔ حیدر :۔ تخلص مرزا حیدر بیگ الہ آبادی کا ہے۔ (۱ شعر)

۱۹۔ حیدر :۔ تخلص میر حیدر علی نام کا ہے مولد اس کا شاہجہاں آباد اور بود و باش اسکی فرخ آباد میں تھی یہ شخص سپاہی پیشہ نیک ذات خوش اندیشہ ستودہ صفات تھا اشعار متفرقہ رکھتا ہے دیوان مرتب نہیں کیا (۲ شعر)

۲۰۔ حیدر ۔ تخلص میر حیدر علی خاں لاہوری کا جو کہ اولاد امجاد حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ کی سے تھا (کذا) بہ تزنہ اور عیش تمام اپنے ایام بسر کرتا تھا مولد اس کا دارالسلطنت لاہور اور اکثر بنواح حضرت دہلی او دیار مشرقیہ کو گیا اور گرم و سرد زمانہ سے واقف تھا۔ مدت تک بلدہ محمد آباد بنارس میں ہمراہ شاہزادہ شگفتہ بخت بہادر دام جلالہٗ کے سرفراز رہا آخر لبنادر میں گیا۔ (۵ شعر)

۲۱۔ حیدر۔ تخلص نام اس کا حسام الدین۔ (۱ شعر)

۲۲۔ آرام۔ تخلص رائے پریم ناتھ کھتری کا۔ تیر اندازی میں دست قدرت رکھتا تھا اور ہوشیار صاحب اقتدار تھا اور خوش نویسی میں دست اس نام یعنی خط نستعلیق اور شکستہ دونوں پر قادر تھا اس کے عہد میں کوئی شخص خوبی قلم اسکی کو (کذا) نہ پہنچتا تھا اور انشاء پردازی میں قادر تھا آخر عمر میں دہلی جاکر مومن آباد بندرابن میں جوکہ جائے معابد اہل ہنود کی ہے قیام پذیر ہوا اسی جائے فوت ہوا شعر فارسی اور ریختہ دونو کہتا تھا۔ ایک دیوان دو ہزار شعر کا اس سے ہے اور اشعار فارسی متفرقہ بھی ہیں۔ (۲ شعر)

۲۳۔ آرام۔ تخلص مکھن لعل کا ہے جوکہ متصدی پیشہ وزیرک اور دانا تھا اور نہایت خلیق اور موءدب کشادہ رو اور مہذب۔ مشق سخن کی میر انشاء اللہ خاں انشا سے کرتا تھا اشعار متفرقہ رکھتا ہے۔

۲۴۔ ارمان:۔ تخلص شاہ علی فرزند دلبند جعفر علی حسرت کا ہے جوکہ بلاد شرقیہ میں شعراء مشاہیر سے گنا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ جوان ہوشمند اور ارجمند تھا (۳ شعر)

۲۵۔ ارمان:۔ تخلص ایک امیر کا ہے جوکہ مخاطب مجاہد جنگ ہے نسبت تلمذ میر اسد علی خاں تمنا سے رکھتا ہے کہتے ہیں کہ یہ شخص بہت پسندیدہ اطوار ستودہ کردار محبت اساس آدم شناس تھا۔ (۱ شعر)

۲۶۔ آزاد:۔ میر مظفر علی آزاد دہلوی مصنف ایک کتاب تعویذ کا ہے علی ابراہیم نے اسکو اکثر مرشد آباد میں دیکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ مشغول تھا اپنے علم تعویذات کی تحقیق میں پھر بھی وہ کچھ تصنیف نظم ہندی پر بھی مایل تھا۔ کیونکہ تذکرہ نویس کسی نے ایک غزل بہت اچھی اسکی اپنے گلزار

میں انتخاب کی ہے لیکن ہم کو اردو میں دستیاب نہیں ہوئی۔ لہذا چھوڑ دی گئی ۱۱۹۴ھ میں موجود تھا۔ (کوئی شعر نہیں دیا)

۲۷۔ آزادہ ۔ آرام آزادہ وہ ایک ہندوستانی شاعر ہے جسے ایک ہی بیت (کذا) منولال نے اپنی کتاب علم بلاغت میں انتخاب کی ہے[1] (کوئی شعر نہیں دیا)

۲۸۔ آزادہ :۔ تخلص ایک جوان عدیم البصر، رام سنگ نام کا ہے آزادانہ توکل پر اوقات بسر کرتا تھا۔ باوصف نابینا ہونے کے ملکہ سخن گوئی کا بہم پہنچایا تھا۔ اور شوق اس فن کا اس کو بہت تھا۔ مشاعرہ مہدی علی خاں مرحوم۔ عاشق تخلص کے سبب اشتیاق تمام کے مدام مدام پہنچتا تھا اور غزل طرح کی کہتا اور شعر فارسی بھی کہتا تھا۔ (اشعر)

۲۹۔ آشفتہ ۔ تخلص عظیم الدین خاں نام، عرف بھورے خاں، قوم افغان شاگرد میر محمدی مائل کا ہے کہتے ہیں کہ یہ شخص ایک مرد تھا لیکن آشفتہ طبع وارستہ مزاج سپاہی پیشہ تھا۔ مولد اس کا دہلی نہ لکھنو میں بیچ ۱۷۹۳ء کے فارسی اور ریختہ دونوں کہتا تھا اور صاحب دیوان ہے یہ حال مصحفی کے تذکرہ سے دریافت ہوا ہے جس نے کہ ایک غزل متعلق اس کی انتخاب کی ہے آخر کو بسبب استغنائے باطن مائل بخدا ہوا اور توبہ شعر کہنے سے کی اور وجہ تجارت سے ایام بسر کرتا تھا اور ہر غزل کے مقطع میں مضمون زلف کا باندھتا تھا۔

۳۰۔ آشفتہ :۔ تخلص مرزا رضا قلی بیگ خلف الصدق حکیم محمد شفیع بعض کہتے ہیں کہ لکھنوی تھا بعض اکبرآبادی کہتے ہیں اور تذکرہ فرانسیسی سے دریافت

---

[1] یہ اطلاع بھی غلط ہے۔ "ع"

ہوا کہ وہ پیدا ہوا تھا آگرہ میں پھر فیض آباد کو گیا خصوصاً لکھنؤ میں جہاں وہ فوت ہوا اور مدفون ہوا اور درمیان سنہ ۱۲۰۵ھ کے بارادہ علاج کرنے مبارک الدولہ نواب بنگال کے مرشدآباد کو گیا مگر وہ اچھا نہ ہوا اسی بیماری میں فوت ہوا الا اس کا بیٹا یعنی نواب ناصر الملک جب جانشین اپنے باپ کا ہوا تو وہ اس سے بہت محبت رکھتا تھا چنانچہ یہ سات برس اس کی خدمت میں رہا اور قریب لاکھ روپیہ کے وہاں سے کمایا مگر پھر بھی قرضدار وہاں کا ہو کر کلکتہ کو درمیان سنہ ۱۲۱۴ھ چلا گیا جہاں کہ اس کی بہت تعظیم اور قدر ہوئی درمیان سنہ ۱۲۱۵ھ مصحفی کہتا ہے کہ یہ ایک جوان تھا بے پرواہ اور کم عقل جو پیشہ کہ اس نے اپنے باپ سے سیکھا تھا کچھ اس میں برکت نہ پائی مگر شعر کہنے کا بہت ذوق تھا۔ بہر تقدیر اشعار اس کے صاف اور درد انگیز ہیں اس سبب سے شوقیہ بہت پڑھنے میں آتے ہیں۔

لطف اس سے خوب واقف تھا چنانچہ بیان مذکور بالا اسی سے دستیاب ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ اس کی فن موسیقی کی طرف بہت رغبت تھی نسبت فن شعر کے، یہ شاعر مطعون بسبب نہ فراہم کرنے دیوان کے ہے کیونکہ شعراء ہند دیوان مرتب کرنے گو گرچہ وہ چھوٹا ہی ہو امر عظیم تصور کرتے ہیں اس لئے کہ کوئی شاعر گرچہ مصنف کتب کثیرہ کا ہو لیکن اگر اس نے ایک دیوان بھی نہ بنایا ہو تو وہ اور مصنفین دیوانات سے کم رتبہ پاتا ہے (۸ شعر)

۳۱۔ اسعد :۔ مرزا اسعد بخت خلف الصدق احسن بخت بہادر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ کا ایک شعر اس کا سننے میں آیا ہے اور حال بھی دریافت نہیں ہوا مگر میں یہ جانتا ہوں کہ شائد موجود ہو (۱ شعر)

۳۲۔ الم :۔ میر الم صاحب بڑی فرزند خواجہ میر درد درویش ماہر علم تصوف سے

تھا ۱۷۹۶ء تک حالت شباب میں تھا مصحفی کہتا ہے کہ یہ شاعر بہت خوش خلق اور حلیم الطبع تھا استعداد شاعری وراثۃً اپنے والد بزرگوار سے پائی تھی مطلع اور مقطع اس شاعر کے بہت اچھے ہوتے تھے۔ چندے مرشدآباد میں بھی وہ رہا تھا ۱۷۹۴ء میں ایک لونڈے[1] مسمّی دولت رام کو اسکے جانے چاہتا تھا یہی باعث اسکے مقام کا وہاں تھا۔ (۴ شعر)

(۳۳) **افسوس** ۔ تخلص میر شیر علی فرزند میر علی المخاطب بہ مظفر خاں داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خاں عالی جاہ کا، باشندہ نارنول صوبہ آگرہ کا سلسلہ اس کے نسب کا امام ہمام جعفر صادق علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ مشاہیر اہل سخن سے ہے میر حیدر علی حیران سے وہ اصلاح لیتا تھا۔ انہیں ایام میں درمیاں لکھنؤ کے عربی زبان اور علم حکمت کا مطالعہ کرتا تھا اس نے ایک دیوان ریختہ بھی تیار کیا ہے جبکہ مرزا جوان بخت فرزند شاہ عالم دہلی سے لکھنؤ کو گیا اسنے اسکے اشعار سنکر قدردانی فرماکر اپنے مصاحبوں میں اسکو داخل کیا بعد چند سال کے مرزا حسین رضا خاں سرفراز الدولہ نے جوکہ نواب آصف الدولہ کا تھا لارڈ ملمری (کذا) صاحب نے جوکہ گورنر جنرل ہندوستان کا تھا افسوس کے واسطے روزگار کی سفارش کی۔ حسب الطلب گورنر جنرل بہادر کے افسوس مذکور کلکتہ گیا وہاں بہت عزت پائی۔ فورٹ ولیم کے مدرسہ میں تصنیف و تالیف اردو کتابوں پر متعین ہوا۔ اول اول ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب نے اسکو گلستان کے ترجمہ کے واسطے فرمایا۔ وہ ترجمہ اس بندہ کریم الدین نے بھی دیکھا ہے۔ بہت اچھا ہے پھر اس نے اردو کتابیں تالیف کیں اسکی تصنیفات سے آرائش محفل مشہور ہے۔

---

[1] راجہ دولت رام سے تعلقات تھے۔ دولت رام غلط اور لونڈے کا لفظ افترا۔ "ع"

بہ کتاب فارسی سوجان رائے کی ہے (کذا) اسنے ترجمہ کی ہے۔ دوسری سحر البیاں ہے جو مثنوی بے نظیر کو نثر میں اسنے لکھی ہے۔ درمیان ۱۸۰۹ء کے وہ فوت ہوا۔ یہ شعر اس کے ہیں (۲ شعر)

۳۴۔ الفت۔ تخلص منگل سین کا یتھ کا، رہنے والا عظیم آباد کا۔ دہلی میں بھی آیا تھا۔ اصلاح سخن کی قلندر بخش جرأت سے لیتا تھا یہ شعر جو اس کا لکھا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اچھی طبیعت رکھتا تھا۔ (۱ شعر)

۳۵۔ امان دلطف، تخلص میرامان دہلوی جو کہ مشہور بہ تخلص امن ہے۔ یہ تخلص اپنے اشعار متفرقہ میں اسنے اختیار کیا ہے۔ پرانا مورخاندانی ہے اسنے اصلاح شعر کسی سے نہیں لی ہے۔ اپنی طبیعت سے آپ ہی آپ شعر کہنے لگا تھا۔ وہ خود کہتا ہے کہ شاعری میرا پیشہ نہیں ہے اور نہ میں کسی شاعر کا بھائی ہوں میری گفتگو اردو زبان ہے کیونکہ میں شاہ جہاں آباد میں پیدا ہوا ہوں۔ اسکے آباؤ اجداد ہمایوں بادشاہ کے وقت سے مغلیہ بادشاہوں کی خدمت میں رہے۔ ان بادشاہوں نے ان کو جاگیریں اور انعام بھی دیئے تھے۔ جب سلطنت مغلیہ کو زوال آیا اور سورج مل جاٹ کی سلطنت کی بنیاد پڑی اون ایام میں اسکی جاگیریں ضبط ہوئیں اور وقت آنے احمد شاہ درانی کے اس کا گھر لوٹ (کذا) گیا اسوقت اسنے اپنا وطن چھوڑ کر عظیم آباد میں اختیار کیا (کذا) بعد چند سال کے وہ کلکتہ میں بارادہ روزگار گیا۔ چند مدت تک بے روزگار رہا۔ بعد اوسکے ایک جوان مسلمان کی تعلیم کے لئے مقرر ہوا۔ آخر ش میر بہادر علی نے ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب کے روبرو اسکو پیش کیا اسروز سے وہ محتاج نہ رہا۔ درمیان ۱۸۰۱ء میں یہ وقوع میں آیا اول ہی اول دلچسپ قصہ چار درویش کا زبان فارسی سے اردو میں بنام "باغ و بہار" تصنیف کیا یہ ترجمہ بہت دفعہ کلکتہ میں چھپ

چکا ہے اور پھر ۱۸۲۲ء میں درمیان مدراس کے چھاپا گیا پھر کانپور میں درمیان ۱۸۳۴ء کے چھپا۔ پھر ۱۸۴۴ء درمیان دہلی مولوی محمد باقر کے چھاپہ خانہ میں چھپا۔ پھر لکھنؤ میں ۱۸۴۴ء میں چھپا۔ علاوہ ازیں پھر انگریزی حروف میں چھاپہ گیا (کذا) پھر انگریزی میں ترجمہ ہو کر کلکتہ میں درمیان ۱۸۴۳ء کے چھپا پھر دہلی کے مدرسہ میں درمیان ۱۸۴۷ء کے چھپا غرضیکہ یہ کتاب بہت دفعہ چھپ چکی ہے اور واقع میں یہ بہت دلچسپ اور بہت مرغوب الطبع قصہ ہے اردو بھی اس کی بہت صاف اور سلیس اور عام فہم موافق محاورہ کے ہے۔ لوسس فرڈی منٹر اسمتھ نے ایک بہت اچھا ترجمہ اس کا کیا ہے جس میں دلچسپ شرح ہیں اصل میں وہ کتاب فارسی زبان میں امیر خسرو دہلوی کی تصنیف ہے۔ یہ ترجمہ درمیان ۱۲۱۷ھ کے ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب کی خواہش سے ہوا تھا۔ دوسرا ترجمہ بھی اسی فاضل صاحب ممدوح کے حکم سے اخلاق محسنی کا اسنے کیا ہے۔ جو اصل میں ملا حسین واعظ کاشفی مصنف انوار سہیلی کی تصنیف سے ہے۔ اس کتاب کا کوئی حصہ درمیان دیوانا گری (کذا) کے کلکتہ میں چھپا تھا اس کا نام گنج خوبی ہے۔ یہ ترجمہ بہت صاف اور حتا صمد اصل یعنی صرف لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ بعض لغات مجمل کو اسنے بہ تفصیل بیان کیا ہے۔ یہ ترجمہ بہ نسبت اصل کے بہت فصیح و رنگین مفصل کیا گیا ہے اغلب ہے کہ امان نے بیشتر ترجمہ کرنے ان کتابوں کے ایک دیوان بھی تصنیف کیا تھا مگر ہاتھ اسکے شعر نہیں آئے بجز تاریخ باغ بہار کے جو اس نے آپ تصنیف کی ہے وہ یہ ہے۔ (۱۲ شعر)

۳۶۔ سیّد۔ تخلص میر قطب علی نام کا۔ جو کہ مشہور بہ قطب عالم ہے سکنائے سکندرآباد سے ہے فی الجملہ کتب طب بھی پڑھا ہے معالجہ بھی وہاں کرتا تھا (۱ شعر)

۳۷۔ سید :۔ تخلص میر غالب علی خاں المخاطب سید الشعرا کا ہے یہ ایک سید ہے جلیل النسل اکبر شاہ بادشاہ کے دفتر کا میر منشی خوش صحبتی سے مشہور ہے مدت ہوئی کہ اس جہان سے رحلت کر گئے تخمیناً ۱۸۲۷ء میں فوت ہوا۔ تاریخ ابر مان سرائے کی کہ اکرام نام ایک نقیب تھا نقیبوں کھولوا لاسے باہر دروازہ لاہوری بنی ہوئی تھی اور اب اس کا نشان بھی باقی نہ رہا۔ بہت لطافت اور پاکیزگی سے اس نے کہی تھی وہ یہ ہے ع۔ اقبت کرے کن پہ اسرائے اکرام" (۱۳ شعر)

۳۸۔ شان :۔ تخلص ایک برہمن کا یہ ہمنوی سکندر آباد سے ہے۔ (۱ شعر)

۳۹۔ شاد :۔ تخلص ایک شخص رہنے والا بڑھانہ کا ہے نام اسکا معلوم نہیں دکھن میں گیا تھا۔ (۲ شعر)

۴۰۔ شاد :۔ تخلص میر احمد حسین کا ہے بزرگ اس کے بیچ عہد سلطان شمس الدین کے عرب سے ہند میں آکر رہے اور وہ درمیان ۱۸۲۷ء کے شکوہ آباد میں رہتا تھا (۱ شعر)

۴۱۔ شاداب :۔ تخلص خوش رائے نام چاندپور کا ہے اور قائم کے شاگردوں میں سے تھا۔ (۱ شعر)

۴۲۔ شادان :۔ تخلص میر رتیب علی نام کا۔ شاگردوں بھورے خاں آشفتہ کے سے ایک شخص ہے۔ درویش آدمی ہے۔ (۱ شعر)

۴۳۔ شاکر :۔ تخلص شاہ شاکر علی رہنے والا دہلی کا ہے ایک شخص تھا پراگندہ دل اور فقیر صاحب دل۔ (۱ شعر)

۴۴۔ شاکر تخلص۔ محمد شاکر کا سوائے اسکے کہ وہ شاگردوں محمد علی حشمت سے ہے اور زیادہ اس کے حال پر اطلاع نہیں اس سے ہے۔ (۲ شعر)

۴۵۔ شاہ : شاہ تخلص سعد اللہ ایک صاحب دل ہے درویش خستہ جان جگر ریش (۲ شعر)

۴۶۔ شاین : تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی تخلص ایک شخص کا تھا او صاف نیک سے موصوف اور اچھی تعریفوں سے مشہور۔ فن مہوسی میں کامل کسوٹی تھا (۲ شعر)

۴۷۔ شایق :۔ تخلص میر محمد نام کاتب پہلے بہل شاگرد ہاشمی نام ایک شاعر کا تھا آخر میں شاگردی جرات کی اختیار کی۔ (۱ شعر)

۴۸۔ شایق ۔ تخلص محمد تدبیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی کا ہے۔ شیخ زادوں بریلی سے ہے (۱ شعر)

۴۹۔ حیا :۔ تخلص حافظ محمد حیات مرحوم کا۔ یہ شخص طرف والد کے سے مغل چغتائی اور طرف والدہ کے سے سید رضوی صحیح النسب ہے۔ بزرگ اسکے خوش معاش تھے اور بڑے بڑے عہدوں پہ وقت عملداری شاہ عالم بادشاہ کے ممتاز تھے اور یہ اب درویش خصلت تارک علائق دنیا کا اور بہت خلیق اور شفیق بہ زیور صلاح و تقوی کے آراستہ اور حسن صورت اور سیرت سے پیراستہ اور نہایت مودب اور مہذب تھے۔ مشرب قادریہ میں اور مہذب[۱] (کذا) میں حنبلی اور محبت رسول خدا میں دیوانہ حتی کہ دو دفعہ زیارت حرمین شریفین کو گیا اور مجاورت روضہ رضیہ مدینہ یعنی حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی اور کتابیں لکھ گزارا کیا اور یہاں تک کہ وہیں جان بحق ہوا اور جنت البقیع میں

---

[۱] مذہب صحیح "ع"

حسب تمنائے خود دفن پایا لیکن بہ سبب اس کے کہ شوق ریختہ گوئی کا بھی رکھتا تھا، اس لئے بہ طور وطرز طبقۂ دوہم کے شعر کہتا تھا۔ اشعار متفرقہ اس کے ہیں دیوان مرتب نہیں ہوا (۲ شعر)

۵۰۔ حیف۔ تخلص میر چراغ علی نام کا ہے رہنے والا لکھنؤ کا تلامذین میر شیر علی افسوس سے ہے (۵ شعر)

۵۱۔ حیرت۔ تخلص غلام فخرالدین نبیرہ نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ فخرالدین خاں شہید کا۔ کابچا میں شب وروز رہتا ہے۔ مسقط الراس اس کا شاہجہاں آباد ہے (۴ شعر)

۵۲) حیرت تخلص پنڈت اجودھا پرشاد کشمیری لکھنوی کا جو کہ شاگردان قلندر بخش جرأت کے میں شمار کیا گیا ہے۔ ایک دیوان مختصر اور چند مثنویات رکھتا ہے دیکھنے میں نہیں آئیں فن موسیقی میں ماہر اور تیر اندازی میں مشہور تھا۔ بہت عمر لکھنو اور تھوڑی سی شاہجہاں آباد میں گذاری ۳۵ برس کی عمر میں ۱۲۳۴ھ میں گذر گیا۔ (۱ شعر)

۵۳) افسر۔ تخلص غلام اشرف بیٹا غلام رسول کا۔ ذات کا شیخ بزرگ اس کے چودھری گاؤ خانہ بادشاہی کے تھے تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی سے ہے اکثر فکر اس کا مقصود سلام اور مرثیہ گوئی پر تھا اسکو نہایت شوق ہوا تھا نظم کا چنانچہ اولاً اسنے اس میں مشق کی اور ان کو پھیلا دیا اور سلام اور مرثیہ گوئی میں تخلص اشرف لکھا ہے اور اشعار متفرقہ میں افسر۔ (۲ شعر)

۵۴۔ افسوس۔ تخلص مرزا غفور بیگ مرحوم اقربا اس کے بیچ قوم توران کے ماہی گیر مشہور ہیں۔ لیکن اب ماہی گیر نہیں بلکہ سپاہی پیشہ ہیں۔

سپاہگری میں عمر بسر کرتے تھے۔ یہ شخص باوجود شکرگردی کے شوق سخن کا رکھتا تھا اور مشق شعر ہدایت اللہ خاں ہدایت سے کرتا تھا اور کبھی کبھی وقت غیبوبت ان کے حکیم ثناء اللہ خاں فراق سے اصلاح لیتا تھا۔ قاسم نے اپنے تذکرہ میں لکھا ہے کہ گاہے گاہے مجھکو اپنا شعر دکھلاتا تھا۔ شاہجہاں آباد میں فوت ہوا۔ (۲ شعر)

۵۵۔ قادر۔ سید خلیل قادر یا قادری دکنی ہے جس عہد میں فتح علی حسینی نے اپنا تذکرہ لکھا تھا یہ دکن میں رہتا تھا اسکی تصنیفات میں صفائی اور سلیس پن پایا جاتا ہے (کوئی شعر نہیں دیا)

۵۶۔ قادر۔ محمد قادر۔ یہ شاعر اوباش معلوم ہوتا ہے لیکن قابل اور مشہور شاعر ہے محمد شاہ بادشاہ کی عملداری میں تھا اس نے گردن اطاعت کی دینداری سے منحرف کرکے آزادی اختیار کی تھی وہ پابند کسی امر کا نہ تھا اس نے اپنی تمام جان و نفس کو ارمغان عشق افلاطون منش کے کر دیا تھا۔ ہمیشہ راستوں و بازار میں پھرا کرتا تھا۔ (کوئی شعر نہیں)

۵۷۔ حیدری۔ ایک شاعر فصیح مرثیہ گو گذرا ہے اسکے مرثیہ دیکھنے میں آئے اچھے لکھے ہیں۔ رات دن اسکو اس کا خیال رہتا تھا۔ اچھا کہتا تھا ایک مرثیہ اس کا ۲۶ بند کا دیکھنے میں آیا بہت اچھا تھا جس کے آخر بند کے یہ شعر ہیں ؎

(۳ شعر)

۵۸۔ حقیر۔ تخلص میر امام الدین عرف میر کلو والد ماجد میر محمدی قربان کا ہے یہ سید زادہ نیک خصلت اور پاکیزہ خو نہایت خلیق اور بہت غریب اور مسکین تھا معلمی پیشہ میں خصلت اوقات بسر کرتا تھا اور رباعیات فارسی کی مناقب اہل بیت میں بہت کہی ہوئی اسکی ہیں۔ فکر ریختہ بھی کیا کرتا تھا۔ ۱۲ شعر)

۵۹۔ حقیقت۔ تخلص میر شاہ حسین اصل اسکی بلخ اور وہ بریلی میں پیدا ہوا اور لکھنؤ میں نشو و نما پایا اور کسب سخن قلندر بخش جرأت سے کیا اور تبعض اشعار بھی اس سے متعلق تھے ایک کتاب جذب عشق اس کی تصنیف سے ہے اس میں وہ واردات اس سے بیان کی ہے جو ۱۲۰۲ھ میں بچشم خود اس نے دیکھے تھے[1] (۵ شعر)

(۶۰) حکیم۔ تخلص مسیح الزماں حکیم محمد اشرف خاں۔ یہ بیٹا حکیم محمد شریف خاں کا ہے۔ جو کہ ہندوستان میں اچھا حکیم فاضل مشہور گذرا ہے۔ علوم متعارفہ سے بھی بہت بہرہ ور اور غوامض فنون شریفیہ سے باخبر تھا۔ تشخیص امراض اور تعین اعراض میں دست قدرت رکھتا ہے۔ نہایت خوش طبیعت یار باش خوش مزاج ظریف الطبع پاکیزہ معاش شیریں زبان عذب البیان ہے۔ (۵ شعر)

۶۱۔ قناعت۔ مرزا محمد بیگ قناعت۔ بیٹا حسن بیگ لاہوری کا وہ درمیان ۱۱۹۶ھ کے زندہ تھا۔ مرزا جعفر علی حسرت کا شاگرد تھا (شعر نہیں دیا)

۶۲۔ راغب۔ محمد جعفر خاں راغب۔ علی ابراہیم کے وقت میں وہ موجود تھا بڑے نامی خاندان کا ہے۔ نواب لطف اللہ خاں صادق کا بھتیجا تھا۔ تھوڑے عرصہ عظیم آباد میں رہا جہاں اسکی قدر اور تعظیم بہت ہوئی تھی وہ اردو اور فارسی شعر کہتا تھا۔ اس کا ایک دیوان اردو بھی ہے (شعر نہیں دیا)

۶۳۔ حکیم۔ تخلص محمد بندہ خاں کا۔ یہ ایک جوان ہے خوش اختلاط گرم ارتباط کتب سیر فارسی پر نظر رکھتا ہے۔ اور علم موسیقی سے ماہر۔ شاگرد خواجہ میر درد

---

[1] میر سوز کے دیوان مخطوطہ انڈیا آفس کے آخر صفحہ پر حقیقت کا ایک قصیدہ بنام ہنری گلبرگ مندرج ہے۔ "ع"

علیہ الرحمت کا۔ اوائل میں نثار تخلص کرتا تھا اور آخر میں جب کہ اکتساب قبول طبابت کا کرنا شروع کیا۔ حکیم تخلص رکھا (۸ شعر)

۶۴۔ **حضور**۔ تخلص لالہ بال مکند بیتاب لڑکے جگ لالہ جیٹھ رام کا ہے جو کہ حسب ظاہر زناردار گجراتی تھا اور باطن میں درویش قادری۔ گیارہویں حضرت سبحانی کی بڑے بجاؤ سے کیا کرتا تھا اور علم فارسی سے بہرہ ذاتی رکھتا تھا اور عربی سے بقدر کافی چاشنی یاب تھا۔ شعر اپنے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی نظر سے گذرانتا تھا یہ شعرا سکے ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں موجود تھا (۷ شعر)

۶۵۔ **حفیظ**۔ تخلص حافظ محمد حفیظ دہلوی کا ہے۔ یہ سختہ[1] دار ستہ مزاج خوش طبع ظریف اور نیک نہاد تھا مرثیہ خوانی میں مشہور اور مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ کی خوب جانتا تھا۔ اصل اسکی خطہ دلپذیر کشمیر مولد اس کا دہلی جنت نظیر۔ شعر ریختہ میں طرز خواجہ صاحب اختیار کی ہے اچھی ہے اور اشعار کی اصلاح حکیم ثناء اللہ خاں فراق سے لی اور کبھی کبھی حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے بھی اصلاح لیتا تھا۔ تیرہ (۱۳) برس اسکی وفات کو ہوئے ۱۲۵۰ھ میں فوت ہوا۔ (۸ شعر)

۶۶۔ **جذب**۔ تخلص میر عزت اللہ خاں المعروف میر بھکاری اعزہ بریلی سے ہے۔ شخص مودب اور حلیم صاحب فطرت سلیم ہے علوم رسمیہ سے بھی آگاہ تھا ہاتھ اس کا ہر فن میں دراز مگر عمر کوتاہ تھی اکثر ملکوں کی سیر کی اور قریب بخارا کے جان اسکی ہلاک ہوئی عہدہ جاسوسی میں اور حالات نویسی بلاد مختلفہ بہ کمپنی بہادر

---

[1] سختہ۔ اصل کتاب میں ”ح“

کی طرف (کذا) مقرر تھا۔ شاہجہاں آباد میں رہتا تھا اب اسکی اولاد میں سے یہیں متوطن ہیں (۶ شعر)

۶۷۔ جراح ۔ تخلص غلام نام بیٹا حافظ رمضانی جراح کا اصل کا کشمیری مگر وہ شاہجہان آباد میں پیدا ہوا بلحاظ پیشہ کے یہ تخلص اس نے اپنا مقرر کیا تھا۔ صاحب تذکرہ گلشن بیخار اس میں کہتے ہیں کہ اس فن میں دستگاہ اچھی رکھتا تھا گاہے گاہے میرے پاس آیا کرتا تھا اچھا شخص تھا۔ چند سال ہوئے کہ اس جہان کو چھوڑ کر دار البقا کو گیا۔ (۲ شعر)

۶۸۔ شیدا ۔ مولوی امانت اللہ بنگالی درمیان کلکتہ کے ۱۸۱۴ء میں تھا اس نے ایک ترجمہ ہندوستانی بنام ہدایت الاسلام تصنیف کیا ہے اس کا ترجمہ فارسی میں بھی ہوا ہے دوسرا صاف اردو ۱۸۱۰ء میں چھپا۔ تیسرا ترجمہ قرآن شریف کا اردو میں اسکی تصنیف ہے۔ جس میں کسی اور عالم کی بھی مدد ہوئی ہے۔ چوتھا ایک اردو ترجمہ فارسی کتاب اخلاق جلالی کا۔ یہ کتاب پڑھنی (کذا) کلکتہ میں ۱۸۰۴ء میں شروع ہوئی تھی مگر پوری نہ ہوئی۔ فورٹ ولیم کے مدرسہ میں (شعر نہیں)

۶۹۔ شمشیر خاں ۔ پہلے بیچ خدمت جان مالکم صاحب کے جو کہ مشہور زبان داں مشرقی اور لشکری اور ملکی ومالی بندوبست اسکو خوب آتا تھا اس کی خدمت میں رہتا تھا وہ منشی تھا بعد ازاں ۱۸۲۶ء میں وہ بنگلور میں جو میسور میں ہے رہتا تھا۔ وہاں ایک (کذا) نرنڈر (الگزینڈر؟) صاحب کے ہمراہ ایک دکنی ہندوستانی میں اس نے ترجمہ کیا جس میں اعتصام الدین کا سفر جو کہ فارسی میں لکھا گیا تھا اس کتاب کا نام شگرف نامہ ولایت ہے جو سفر

سنہ ۱۷۶۵ء میں لکھا گیا تھا۔ یہ سال سرکار کمپنی کے واسطے بہت مفید ہوا۔ چنانچہ اس سال میں وہ مشہور عہد و پیمان الہ آباد کئے گئے تھے جس سے لارڈ کلائیو صاحب کم بخت شاہ عالم سے صوبہ داری بنگال اور بہار اور اڑلیسہ کی حاصل کی۔ اعتصام الدین اسی باب میں ایلچی ہو کر شاہ عالم پاس آیا تھا۔ (کوئی شعر نہیں)

۷۰۔ شگفتہ۔ مرزا سیف علی شگفتہ بخت بیٹا شجاع الدولہ نواب اودھ کا۔ سنہ ۱۷۵۶ء سے سنہ ۱۷۷۵ء تک عملداری کرتا رہا۔ مصحفی کہتا ہے کہ وہ جوان ذہین اور حلیم الطبع اور حیادار تھا اول اس کا تخلص بیان تھا پھر شگفتہ ہوا مرزا کاظم علی جوان سے اصلاح لیتا تھا اسکے شعر صاف اور بلند الفاظ شستہ خصوصاً قصیدہ میں بھی شعر اسکے ہیں (۳ شعر)

(۷۱) شورش۔ میر غلام حسن شورش عظیم آبادی مشہور بنام میر بہنا خواہر زادہ ملاں (کذا) میر شہ حسینہ اور شاگرد میر باقر حزین کا۔ وہ بہت مغرور اور متکبر آدمی تھا اسی نے ریختہ میں ایک تذکرہ شعرا کا لکھا ہے اس کا ایک دیوان بھی ہے سنہ ۱۱۹۵ھ میں فوت ہوا۔ (۱ شعر)

۷۲)۔ بخشش۔ بخشش علی فیض آبادی۔ مصنف ایک ترجمہ اردو کتاب سیر المتاخرین کا جو کہ فارسی میں تھی۔ یہ ایک تاریخ ہندوستان کی بہت مشہور اور اچھی تاریخ ہے۔ جس کا ایک ترجمہ انگریزی زبان میں بھی درمیان کلکتہ سنہ ۱۷۸۹ء میں چھپا تھا بعد ازاں وہ ترجمہ کرنیل برک صاحب نے لنڈن میں چھپوایا۔ بخشش علی کے ترجمہ کا نام اقبال نامہ ہے۔ اجنیگ (ایشیاٹک) سوسائٹی کے کتب خانہ میں ایک جلد اسکی درمیان کلکتہ کے موجود ہے۔ فقط۔ اب اس فارسی سیر المتاخرین کا ترجمہ چند مدرسوں شاہجہان آباد میں اردو نثر میں کر کے چھپوایا ہے۔ (شعر نہیں)

۷۳۔ حسرت تخلص جعفر علی خلف ابو الخیر لکھنوی سے بزرگ اسکے دہلی میں پیشہ عطاری کرتے تھے اور وہ ممالک مشرقیہ میں علم استادی کا بلند کرتا تھا۔ شاگرد بہت بہم پہنچائے ہے قلندر بخش جرأت شاگرد رشید اسکا ہے اور یہ آپ نسبت تلمذ کی سرپ سنگھ (سکھ) دیوانہ سے رکھتا تھا۔ ایک دیوان اس کا یادگار زمانہ میں باقی ہے۔ سرکار ذالاتبار مرشدزادہ مرزا جہاں دار شاہ بہادر کی میں بیچ سلک ملازمان خاصہ کے منسلک تھا آخر میں بسبب ہدایت سعادت ازلی اور رہنموئی فیض لم یزل کے تعلقات دنیوی سے آزاد ہوکر سالک مسالک خدا جوئی کا ہوا۔ (۳۰ شعر)

(۷۴) حسرت:۔ تخلص ننقی رام وہ مہاجن سنتا ہیماں آباد سے تھا۔ شعر فارسی بہت متانت سے کہتا تھا ایک دیوان بھرا ہوا اتحاد (کذا) سخن کا رکھتا ہے چونکہ فیض الہی نامتناہی ہے اسلیے استعداد جبلی اور مناسبت طبعی ایرانیوں کے محاورہ میں بہت کم غلطی کرتا تھا اور مسکینی سے ایام بسر کرتا تھا۔ بہت خلیق اور متواضع تھا۔ قریب بیس برس کے گذارے کہ مرگیا بہ سبب تفنن طبع کے شعر ریختہ بھی کہتا تھا۔ (۸ شعر)

۷۵۔ حسرت ۔۔ میر محمد حیات حسرت دہلوی مشہور بنام ہیبت قلی خاں نواب شوکت جنگ پسر نواب صولت جنگ جو کہ صوبہ دار پورنیہ کا بنگال میں تھا ذاب سراج الدولہ صوبہ دار بنگال کی خدمت میں بھی وہ رہا تھا۔ درمیان میں ۱۱۹۵ھ کے نواب مبارک الدولہ میر مبارک علی خاں صوبہ بنگال کے افسر میں سے تھا ۱۲۱۵ھ میں فوت ہوا۔ بہ سبب ظرافت اور دقیقہ رسی کے مشہور ہے۔ بذلہ گو اور حاضر جواب بھی بہت تھا۔ وہ مرزا جانجاناں مظہر کے شاگردوں

میں سے تھا۔ اسکے دیوان میں دو ہزار شعر ہیں اسی شاعر کی قصہ طوطی نامہ[1] تصنیف سے ہے۔ شعر اس کے میرے ہاتھ نہیں آئے۔ (کوئی شعر نہیں)

۷۶۔ **محشر**۔ علی نقی محشر اس کے آباد اجداد خواندہ تھے اور وہ خود لکھنو میں تعلیم پایا تھا۔ نظم کا اسکو بہت شوق تھا۔ اردو فارسی دونوں میں شعر کہتا تھا۔ غور شاعری کا رکھتا تھا اپنے وقت کی حقیقت کچھ نہ جانتا تھا مرزا علی مہلت کو لکھنو میں قتل کرکے جانب دہلی کے بھاگ آیا تھا۔ بعد دو برس کے اکبرآباد میں جاکر رہا جب اسکو اطمینان اس امر کا حاصل ہوگیا کہ مہلت کے رشتہ دار اب کچھ مجھکو نہیں کہینگے۔ اس وقت لکھنو میں گیا۔ ہر چند کہ وہاں بہت ہوشیاری سے رہتا تھا لیکن بعد چند سال کے مہلت کے رشتہ داروں نے درمیان ماہ محرم ۱۲۰۸ھ کے اسکو غفلت میں پاکر قتل کرکے خون مہلت کا عوض لیا۔ ان ایام میں اسکی عمر بیس برس کی تھی خواجہ میر درد سے اصلاح لیا کرتا تھا (۲ شعر)

۷۷۔ **اسلام**۔ تخلص مسیح الاسلام رہنے والے قصبہ تھانہ جوکہ مضافات سہارنپور سے ہے۔ اس شخص کو ہر ایک فن میں گونہ آشنائی تھی اور آتش بازی خوب بناتا تھا اور ظریف آدمی تھا ہنسوڑ اور خوش فکر اور پارسا آدمی تھا۔ اس کے پوتے سے میری ملاقات کوہ منصوری پر ہوئی تھی اس نے بیان کیا کہ تخمیناً سنہ ۱۸۴۲ء میں یہ شخص فوت ہوا۔ (۱ شعر)

۷۸۔ **فرصت**۔ مرزا الف بیگ فرصت الہ آباد کا اسکے آباد اجداد ایران سے ہندوستان میں آکر رہے تھے جس عہد میں علی ابراہیم تذکرہ لکھتا تھا فرصت

---

[1] طوطی نامہ جعفر علی حسرت کی تصنیف ہے۔

برابر الہ آباد میں کوئی شاعر نہ تھا۔ درمیان لکھنؤ کے ۱۸۱۴ء کے پیشتر فوت ہوا۔ (کوئی شعر نہیں)

۷۹۔ غیرت۔ میاں قلندر بخش جرأت کے شاگردوں میں ہیں (کوئی شعر نہیں)

۸۰۔ گرم۔ تخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا ناز علی بیگ باشندہ دہلی کا شاگرد مصحفی کا۔ ۱۱۹۴ھ میں موجود تھا۔ (۵ شعر)

۸۱۔ غضنفر۔ تخلص غضنفر علی خاں نواسہ غلام حسین کرورہ ساکن لکھنؤ کا جرأت کے شاگردوں میں سے ہے۔ تذکرہ والے لکھتے ہیں کہ تمام شاگردوں جرأت (کذا) سے ممتاز تھا اسکو یہاں کہلو بھی کہا کرتے تھے۔ آباؤ اجداد اس کے جبر شاہی کا عہدہ رکھتے تھے لیکن وہ بڑی ہمت کا آدمی تھا۔ جرأت کے مشہور شاگردوں میں سے ہے۔ (۴ شعر)

۸۲۔ حمید۔ میر حمید لکھنوی۔ بروقت تذکرہ لکھنے علی ابراہیم کے لکھنؤ میں رہتا تھا۔ میر نصیر کے شاگردوں میں ہے رندانہ مذہب تھا۔ ریختہ کا اسکو بہت شوق تھا۔ (کوئی شعر نہیں)

۸۳۔ ہوس۔ مرزا محمد تقی خاں بیٹا نواب مرزا علی خاں کا درمیاں ۱۸۱۴ء کے لکھنؤ میں رہتا تھا اس کے اشعار سلیس اور عبارت خوش اور شیریں ہے۔ تصنیفات سے اسکی ایک مثنوی لیلیٰ مجنوں کی بہت دلچسپ ہے اکثر شعرائے اہل اسلام نے اسی قصہ کو لکھا ہے۔ خصوصاً مولوی جامی نے فارسی میں بہت دلچسپ لکھی ہے جس کا ترجمہ زبان فرانسیسی اور انگریزی میں موجود ہے۔ (۱۲ شعر)

۸۴۔ ہدایت۔ میاں شیخ ہدایت اللہ دہلوی یا ہدایت خاں بموجب بیان صاحب گلشن بیخار کے وہ دوست اور شاگرد خواجہ میر درد کا تھا۔ سوا اسکے

ایک مثنوی اس نے بڑی قدر کی درباب بیان بنارس کے تصنیف کی ہے اشعار میں شاگرد میر درد کا تھا۔ ایک دیوان چھوٹا سا ریختہ کا بھی اس کا ہے جسکی بہت قدر ہے۔ مصحفی اس کی بہت مدح کرتا ہے وہ دیوان میں نے بھی ہدایت کا دیکھا ہے۔ درمیان ۱۲۱۵ سنہ کے فوت ہوا (۵ شعر)

۸۵۔ حسینی۔ میر بہادر علی حسینی بہت ذی قدر شاعر ہے اس نے سحر البیان کے طور پر ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں بدر منیر اور بے نظیر کا قصہ مشہور بیان کیا ہے اس کتاب کا نام نثر بے نظیر ہے مگر نظم بھی اس میں ملا ہوا ہے (کذا) درمیان ۱۸۰۲ سنہ کے کلکتہ میں چھپی تھی اور ایک رسالہ بنام قواعد ارتقہ جو کہ بنام رسالہ گلکرسٹ اردو زبان کے صرف و نحو چھاپا گیا ہے (کذا) تیسرا ترجمہ ہندوستانی ہوپ دیش کا بنام اخلاق ہندی جوکہ اس نے درمیان ۱۸۰۲ سنہ کے ایک فارسی ترجمے جوکہ بحکم شاہ ناصر الدین حیدر نواب بہادر کے بنام مفرح القلوب کے تیار ہوا تھا اس نے کیا تھا۔ اس کتاب کے ترجمہ اردو بھی ہوئے ہیں۔ اور ایک ترجمہ ہوپ دیش کا ہندی میں چھاپا گیا درمیان ۱۸۰۲ سنہ کے وہ ترجمہ بھرت پور کے راجہ کے ایک پنڈت نے تیار کیا تھا۔ چوتھا ترجمہ اس نے تاریخ آشام (آسام) کا بھی درمیان ۱۸۰۵ سنہ کے بموجب خواہش کولبرک صاحب کے تیار کیا تھا اس عجیب تاریخ کی اصل اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں ولی احمد شہاب الدین طلش نے لکھی تھی۔ یہ ترجمہ اور تصنیفات اسکے بے عظیم القدر ہے۔ اور ان کتابوں مفصل الذیل میں اس نے مدد دی تھی۔ ترجمہ قصہ لکمان وغیرہ مصنف کے ہیں (کذا) جو ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب نے چھپوائے تھے اور ایک ترجمہ قران شریف کا اردو میں جس میں سوائے مددگاروں کے کاظم علی جوان کی بھی مدد تھی جس میں باب

سید عبداللہ کا مہتم تھا جس نے مولوی عبدالقادر کے اردو ترجمہ قرآن کا چھپوانے میں اہتمام کیا۔ (کوئی شعر نہیں)

۸۶۔ سعید : تخلص قاضی سعیدالدین خاں خلف الصدق قاضی القضات نجم الدین علی خاں اہل کاکوری سے ہے جو کہ ایک قصبہ ہے لکھنو کا۔ یہ ایک شخص ہے صاحب مرتبہ اور ثروت کا اور صاحب اخلاق اور مروت کا۔ مدت تک خدمت فتوی دینے کی ان کے ساتھ متعلق رہی۔ عیش و عشرت میں اپنی اوقات بسر کی۔ بتقریب دورہ کے ہمراہ کسی انگریز کے وارد شاہجہاں آباد ہوا تھا۔ صاحب گلشن بیخار سے اسکی ملاقات ہوئی تھی اور وے لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں پھر یہ سننے میں آیا کہ اسکی آنکھیں اندھی ہوگئیں مثل مردمک دیدہ کے خانہ نشیں ہے (۱ شعر)

۸۷۔ ذوقی۔ تخلص المعروف بہ شاہ ذوقی ایک درویش ہے لکھنو میں (۴ شعر)

۸۸۔ ذوقی۔ تخلص ذوقی رام مرادآبادی ہے۔ نسبت شاگردی کی مہدی علی ذکی سے رکھتا ہے اور پیشہ عطر فروشی کا کرتا ہے کہتے ہیں کہ موسم ہولی میں درمیان کوچہ و بازار کے اشعار پڑھتا پھرا کرتا ہے۔ (۱ شعر)

۸۹۔ ذوقا۔ تخلص ذوقا شاہ نام اہل بنارس سے ہے ایک فقیر ہے سرو پا برہنہ میرٹھ کو بھی گیا تھا۔ (۱ شعر)

۹۰۔ راقم۔ تخلص خلیفہ غلام محمد۔ یہ ایک جوان ہے خوش خلق، نیک خصلت شیریں گفتار پاکیزہ خو۔ کتب فارسی کی مہارت رکھتا ہے اور انشاء پردازی میں بھی ماہر۔ فی الجملہ علوم عربیہ سے بھی بہرہ رکھتا ہے لیکن اصول کتاب سے خوب ماہر اور باخبر ہے۔ خط نستعلیق اور نسخ اور شفیعا اور ثلث اور شکستہ وغیرہ لکھتا ہے۔ گاہ گاہ فکر ریختہ بھی کرتا ہے۔ قبل اس سے کہ لکھنؤ کو نہ گیا تھا۔

حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے شرح شمسیہ اور حاشیہ میر کا پڑھا کرتا تھا اور شعر کی اصلاح بھی انہی سے لیا کرتا تھا پھر جبکہ لکھنو سے آیا تو مرزا محمد عشق سے اکتساب فن طباعت کا کرنا شروع کیا اور ایام حیات بپیشہ معلمی میں بسر کر گئے (۹ شعر)

۹۱۔ راقم۔ تخلص ایک ہندو بندرابن نام کا رہنے والا شاہجہان آباد کا ہے۔ شاگرد مرزا محمد رفیع سودا کا۔ کسی نے اسکو متھرا کا رہنے والا لکھا ہے۔ اور کسی نے شاگرد مرزا مظہر کا بیان کیا ہے۔ (۷ شعر)

۹۲۔ رافت: تخلص میاں رؤف احمد یہ شیخ زادوں فاروقیہ اور پیرزادوں مجددیہ سے ہے۔ سلسلہ اسکے نسب کا شیخ احمد المشتہر بہ مجدد الف ثانی قدس سرہ تک پہنچتا ہے۔ مولد اس کا لکھنو اور مسکن اسکا رام پور شاگرد قلندر بخش جرأت کا۔ بارہا دہلی میں آیا ہے اور طریقہ صوفیہ حضرت غلام علی شاہ سے سیکھا ہے۔ صنائع لفظی پر بہت کوشش کرتا ہے۔ (۵ شعر)

۹۳۔ راغب۔ تخلص ایک جوان کا ہے۔ مرزا اسبحان قلی بیگ نام کا ہے۔ یہ ایک شخص سپاہی پیشہ نیک اندیشہ تھا دونوں زبان میں یعنی فارسی اور ریختہ میں شعر کہتا اور فارسی میں نسبت شاگردی کی شاعر ایران زادسے رکھتا ہے اور ریختہ نظر میر انشاء اللہ خاں سے گذارتا تھا ایک زمانہ ایسا آیا کہ انشاء سے برخلاف ہو کر اسکی ہجویات لکھنے کے درپے ہوا۔ سعادت یار خاں رنگین کے یاروں میں سے ہے اگرچہ مولد اس کا ہندوستان ہے لیکن اصل اسکی سرزمین بلاد ایران کی ہے۔ (۲ شعر)

۹۴۔ راز۔ تخلص مرزا یعقوب علی بیگ نام۔ یہ ایک جوان نو مشق اور

شائقان تازہ شوق سے ہے۔ وطن اسکے بزرگوں کا خطہ توران اور مسقط الراس اس کا ہندوستان۔ (۲ شعر)

۹۵۔ راسخ۔ تخلص غلام علی نام عظیم آباد میں درویشانہ عمر بسر کرتا تھا سنہ ۱۲۴۰ھ[1] میں فوت ہوا۔ (۷ شعر)

۹۶۔ راجہ۔ تخلص راجہ بہادر خلعت الصدق راجہ شتاب رائے دیوان ناظم بنگالہ کا ہے۔ (۱ شعر)

۹۷۔ رضی۔ تخلص مرزا رضی خاں منجم کا جو کہ امرار لکھنؤ سے شمار کیا جاتا ہے اور واسطہ قرابت کا نواب وزیر الممالک سے رکھتا ہے۔ ایک مثنوی لیلی مجنوں کی بزبان ریختہ اسکی تصنیف سے ہے۔ دیکھنے میں نہیں آئی (۱ شعر)

۹۸۔ رضی۔ تخلص سیف الدولہ سید رضی خاں۔ بہادر صلابت جنگ کا ہے منوطن شاہجہاں آباد کا تھا اس شہر کے امیروں میں سے گنا جاتا ہے مسائل فرقہ اثنا عشریہ کو خوب جانتا تھا۔ شیفتہ یعنی مصنف تذکرہ بیخار سے بھی تعارف رکھتا تھا۔ مدت ہوئی گذر گیا اسکی وفات درمیان سنہ ۱۲۵۰ھ کے ہوئی۔ (۳ شعر)

۹۹۔ رضا۔ دکھنی دو بیت اس کے قصیدہ میں کے ہیں جو کہ کسی کی مدح میں لکھا ہے۔ (۲ شعر)

۱۰۰۔ رضا۔ تخلص مولوی عبد الرضا تھانیسری کا یہ شخص شاہ امام بخش تھانیسری کے مریدوں میں سے ہے۔ (۲ شعر)

---

[1] صحیح سنہ ۱۲۳۶ھ "ع"

۱۰۱۔ رضا ۔ مرزا محمد رضا شاگرد مرزا محمد رفیع السودا کا۔ یہ شخص رہنے والا لکھنو کا ہے بموجب تحریر قائم کے اور بموجب تحریر شیفتہ کے عظیم آباد کا اور رت گرد میر ضیا کا۔ مرد خوش خو، نیک طینت محبت ہنا ہاک خصلت سننے میں آیا ہے۔
(۳ شعر)

(۱۰۲) رضا : مرزا جیون خلف الصدق مرزا جان فوربیگی جوکہ نیک خصلت اور اچھی چال کا آدمی مشہور ہے۔ یہ ایک جوان تھا متواضع اور شیریں زبان شعر اس کا اچھا ہوتا تھا اکثر اولاً اکتساب فیض سخن کا شاہ محمد نصیر الدین نصیر سے کیا آخر میں میر نظام الدین ممنوں کے شاگردوں میں شمار کیا گیا۔ مدت ہوئی کہ مر گیا۔ صاحب دیوان تھا (۲ شعر)

۱۰۳۔ رضا ۔ میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی کا بھی تخلص رضا ہے کہتے ہیں کہ یہ شخص بہت شوخ مزاج آزاد وضع تھا۔ شعراء سکا کیفیت کا ہوتا تھا عظیم آباد کے رہنے والوں میں سے ہے۔ میر ضیا کے شاگردوں میں سے ہے شروع جوانی میں نیک بختی اور پارسائی اختیار کی۔ (۲ شعر)

۱۰۴۔ رضا ۔ میرزا علی رضا مانکپوری فن طبابت میں دست قدرت رکھتا ہے۔ گاہ گاہ فکر ریختہ بھی کرتا تھا۔ (ا شعر)

۱۰۵۔ رضا ۔ ایک جوان ہے خاندان سیادت سے میر محمد علی نام جو میر ٹٹوی کر مشہور تھا یہ ایک جوان طالب علم ہے رہنے والا لکھنو کا۔ میر ضیاء الدین ضیاء کے شاگردوں میں سے جوکہ صنعت کشتی اور شمشیر بازی میں مشہور ہے اور علم عروض اور قافیہ میں مہارت رکھتا ہے (ا شعر)

۱۰۶۔ رضا ۔ تخلص، حمید الدین خلف حکیم کلو ئی چاندپورے کا (۲ شعر)

۱۰۷۔ رضا۔ تخلص میر محمدی سبزہ کا ہے جو کہ رہنے والا لکھنو کا اور شاگردوں میں میر ضیاء کے گنا جاتا ہے ۔ (۱ شعر)

۱۰۸۔ نادر۔ تخلص برہان الدین خاں کا ہے جو کہ خط شکستہ لکھنے میں مشہور تھا نظر کتب فارسی اور کچھ رسائل عربی پر بھی رکھتا تھا۔ بہت خلیق اور کشادہ پیشانی تھا۔ اکبر شاہ کے خواصوں میں ملازم تھا فارسی اور اردو دونوں زبان میں شعر کہتا تھا۔ (۲ شعر)

۱۰۹۔ نادر۔ تخلص ایک سیدزادہ میر مظہر علی نام کا ہے جو کہ نواب احمد علی خاں شوکت جنگ کے ملازمین میں سے ہے۔ بڑے رتبہ کو پہنچا (۲ شعر)

۱۱۰۔ نادر۔ تخلص میر جیون۔ اصل اسکی کشمیر۔ مولد اس کا شاہجہاں آباد، لکھا ہے کہ اوائل میں شوریدہ مزاج تھا، آخر کو سودا اسکے مزاج پر غالب آیا۔ پھر افاقہ پایا۔ (۲ شعر)

۱۱۱۔ ذکی۔ تخلص میر مہدی علی مرادآبادی کا ہے۔ مدت تک لکھنو میں رہا اور وہاں کے شعراء سے ثمر حاصل کرتا رہا۔ چندے عہدے پیشکاری۔ تحصیل متعلقات سہاور پور بحال ہوا۔ پھر ایک دفعہ شیفتہ تذکرہ نویس گلشن بے خار نے شاہجہاں آباد میں دیکھا۔ اتفاقات سے ہے کہ باوجود گرمی اور شوق بسیار کے کچھ حاصل نہ کیا، چلا گیا۔ پھر ایک دفعہ شاہجہاں آباد میں آیا چندروز رہا مگر جب تک قیام پذیر ہوا ہر روز شراب پیتا رہا۔ مرد ذکی ہے۔ کہتا تھا کہ کتب تحصیلی میں نے علماء فرنگی محل سے جو کہ ایک محلہ محلات لکھنو سے ہے پڑھی ہیں۔ فن تاریخ میں دستگاہ اچھی رکھتا تھا۔ ایک قصیدہ اس نے مدح آصفجاہ والی حیدرآباد کی میں بہت صنعتیں بھری ہوئی کہا ہے صاحب دیوان ہے مگر دیوان اسکا دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔ یہ چند شعر گلشن بے خار

سے لکھے جاتے ہیں جیسے اس نے لکھے ہیں۔ (۱ شعر)

۱۱۲۔ زماں۔ تخلص سید محمد زماں کا ہے۔ ایک شخص تھا امروہے کا رہنے والا (۱ شعر)

۱۱۳۔ زماں۔ تخلص اس شخص کا ہے جس نے یہ قصیدہ مدح خدا بندہ خاں افغان کے مدار المہام سرکار دولت مدار نواب غفران مآب کی میں کیا ہے (۲ شعر)

۱۱۴۔ زور۔ تخلص داؤد بیگ کا ہے۔ وہ ایک نوجوان زور آور شاگرد اپنے بڑے بھائی محمود بیگ شور کا تھا۔ (۱ شعر)

(۱۱۵۔ زینت۔ ایک کسبی رنڈی تھی۔ شوخ مزاج اور معشوق بازاری، عشوہ ساز، ابراہیم بیگ مقتول پر جو کہ اس کے ناز کا مقتول تھا مفتوں تھی۔ اس کی محبت اور وفاداری پر نظر کر کے یہ شہر چھوڑ لکھنو کو چلی گئی۔ (۱ شعر)

۱۱۶۔ خود غرض۔ تخلص ایک شاعر کا ہے۔ فرخ آباد کا رہنے والا (۱ شعر)

۱۱۷ خوش رس۔ تخلص حافظ غلام محمد کا ہے۔ یہ شخص صغر سن سے نابینا ہو گیا تھا، لیکن قرآن شریف حفظ کیا اور خوب پڑھتا تھا۔ علم موسیقی میں بھی مہارت رکھتا تھا خصوصاً سارنگی خوب بجاتا تھا اور خیال اور شبہ اچھا کہتا تھا۔ کبھی ریختہ بھی کہتا تھا۔ باپ اس کا جو حافظ ابراہیم نام رکھتا تھا وہ عہد شاہ عالم بادشاہ میں بیچ سلک ملازمین حضور پرنور کے منسلک تھا۔ حسب زبانی اپنے کسی عہدہ پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گیا تھا۔ بہت ظلم اور تعدی اس نے کی۔ بمقام تحصیل زرنا داجبی بر عین رمضان شریف میں مسلمانوں کو آفتاب کی تمازت میں بروقت نصف النہار کے کھڑا کرنا اور جب تک نہ لے لیتا نہ چھوڑتا۔ آخر کو وہ بھی بہت رنج و عذاب میں گرفتار رہا۔ (۲ شعر)

۱۱۸۔ خیال ۔ تخلص غلام حسین خاں کا ہے۔ یہ برادر زادہ برکت اللہ خاں برکت کا ہے ۔ آباد اجداد اس کے صاحب اختیار گذرے ، برکت اللہ خاں اس کا چچا جو کہ فارسی خوانوں میں مشہور ہے اسی سے اصلاح اس نے بھی لی ۔ کہتے ہیں کہ دو دیوان اس کے ایک لاکھ شعر کے موجود ہیں ۔ (۳ شعر)

۱۱۹۔ افضل ۔ کمال شاہ محمد اصل متوطن الہ آباد کا۔ صاحب دیوان ریختہ ہیں ، یہ ستکار دہمدم گوپال کا تھا چنانچہ اس نے ایک کتاب نظم اس حال پر بنائی ہے جسکو بکٹ کہانی اور بارہ ماسہ بھی کہتے ہیں اور ایک کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بارہ ماسہ گوپال کی طرف منتسب ہے ۔ اگرچہ وہ مسلمان تھا لیکن پھر بھی دوہرا اور گیت اس نے ہندی میں لکھے ہیں ۔ افسوس جو اس سے نا لقف تھا اس نے اپنی "آرائش محفل" میں لکھا ہے کہ یہ شخص بہت مشہور ذی فکر اور صاحب عز تھا۔ اشعار اس کے دستیاب نہیں ہوئے ۔ (۵ شعر)

۱۲۰۔ حیدری ۔ منشی میر سید محمد حیدر بخش حیدری تخلص متاخرین میں سے ہے وہ ایک متاخر مصنف ہے جس نے بہت سی کتابیں بنائیں (کذا) ہیں۔ طوطا کہانی کے دیباچہ میں وہ بیان کرتا ہے کہ اس نے علی ابراہیم خاں سے جو سنہ ۱۸۰۱ء[1] میں مرا تھا۔ تعلیم پائی ہے۔ اور وہ مولوی غلام حسن غازی پوری کا بھی شاگرد تھا ۔ بینی نرائن بیان کرتا ہے کہ وہ سنہ ۱۸۱۲ء میں موجود تھا اور اس سے بہت واقفیت رکھتا تھا۔ سوائے اکثر نظم کے اسکی تصنیف سے یہ ہیں ۔ ایک طوطا کہانی ۔ یہ قصہ پہلے ایک مغلق عبارت میں ضیاء الدین بخشی نے تصنیف کیا تھا ۔

---

[1] سنہ ۱۷۹۳ء

مگر محمد قدیری نے کچھ مختصر کر کے سہل عبارت میں تصنیف کیا اور حیدری نے اس کتاب سے اپنا ترجمہ کیا ہے مگر اس کا ترجمہ شائستہ بہ نسبت اسکے ہے اور اس میں نظم اور نثر دونوں ملے ہوئے ہیں علاوہ اس کے اصل اس کتاب کی ایک سنسکرت میں ہے بنام سنگھاسن بتیسی ہے حیدر نے اس کتاب کو درمیان ۱۲۱۵ھ کے تصنیف کی ہے اور ایک ترجمہ اردو قصہ حاتم طائی نثر اور نظم آمیز اسکی تصنیف سے ہے یہ ایک ترجمہ اس کا ڈمکن فوپ (؟) نے انگریزی ترجمہ تیار کیا ہے اس ترجمہ کا نام آرائش محفل ہے۔ یہ ترجمہ درمیان ۱۲۱۴ھ کے تیار ہوا تھا مگر ہندوستانی اپنے خیالات درباب ترجمہ کے اتنے بڑھاتے ہیں کہ وہ حقیقت میں ترجمہ نہیں رہتا بلکہ اسکو ایک علیحدہ تصنیف مثل اول کے تصور کرنا چاہیئے۔ تیسرے گل مغفرت اس میں ان شہدا کا بیان ہے جو پیغمبر خدا سے امام حسین علیہ السلام تک گذرے ہیں۔ یہ کتاب ایک ترجمہ روضۃ الشہدا کا ہے جس کو گلشن شہیداں بھی کہتے ہیں۔ یہ ترجمہ ۱۲۲۷ھ میں تیار ہوا تھا ایک کتاب بہ خواہش سید حسین جونپوری کے تصنیف کی ہے۔ چوتھی کتاب گلزار دانش۔ ایک ترجمہ بہار دانش کا ہے۔ پانچواں تاریخ نادری یہ ایک ترجمہ نادر شاہ کی تاریخ کا ہے جو کہ فارسی میں محمد مہدی نے لکھا تھا۔ جس کا ترجمہ سر ولیم جونس نے انگریزی میں تیار کیا ہے چھٹا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ اسی حیدر بخش نے ایک مختصر شاہنامہ اردو میں لکھا ہے۔ ایک مثنوی بنام ہفت پیکر اسکی تصنیف ہے یہ ایک قصہ وہ ہے جس میں مضمون وہی ہے جو نظامی کی کتاب ہفت پیکر میں ہے۔ ایک قصہ دکن زبان میں ہے بنام قصہ بہرام و گل اندام وہ بھی اسی طور کا ہے جو کہ بدنصیب سلطان ابوالحسن آخر نواب گولکنڈہ کے جنے شکست کھا کر

اورنگ زیب کی قید میں مقید ہوا تھا۔ درمیان ۱۶۸۷ء کے۔ (کوئی شعر نہیں)

۱۲۱۔ جیعث۔ چراغ علی، شاگرد میر شمشیر علی افسوس کا وہ بنت اپنی شجاعت اور اچھے اشعار سلیس کے جو محاورہ میں آتے ہیں پختہ تھا۔ ۱۸۱۱ء میں وہ لکھنو میں رہتا تھا۔ مصحفی نے اسکو دیکھا اور یہی پڑھا تھا۔ (۲ شعر)

۱۲۲۔ جیرت: مراد علی مراد آبادی وہ بیشتر تذکرہ بنانے مصحفی کے مرا تھا اسکے اشعار سلیس ہیں۔ وہ تجارت کوہستان کے ارادے پر گیا تھا وہیں فوت ہوا۔ (۳ شعر)

۱۲۳۔ حجام۔ وہ سہارن پور میں رہتا تھا نام اسکا عنایت اللہ دہلی میں مدت تک رہا حجامت بناتا تھا مگر یہ عزت اور نہ موافق اپنے پیشہ کے دربدر پھرتا تھا مصحفی کہتا وہ اچھا شعر کہتا تھا اسکے خیالات بال سے بھی زیادہ باریک تھے۔ وہ دہلی کے تمام شاعروں میں پسندیدہ تھا۔ شاباشی کی اس پر بوچھاڑ رہتی تھی۔ مقطع میں وہ اپنے پیشہ کا فخر بطور ظرافت بیان کرتا ہے۔ ایسا کہ سامع کو فریفتگی پیدا ہو۔ خاص و عام اسکو پسند کرتے تھے۔ مولوی فخر الدین کی داڑھی کو خضاب منگل اور جمعہ کے لگاتا اور ان کی حجامت بناتا اور ان کا مرید تھا۔ مولانا فخر الدین نے جو اپنی دستار اور پوشاک دیتے تھے وہ پہنتا تھا اسواسطے اسکے محلہ کے آدمی اسکو شاہ جی کہتے تھے۔ مصحفی اسکو جانتا تھا بیچ ۱۷۹۳ء کے اسکی عمر ۳۸ برس کی تھی حکیم قدرت اللہ خاں کہتے ہیں کہ وہ درویش خصلت صاحب شعور اکثر اوقات اپنی مشغول بہ حق رکھتا تھا اور مثنوی مولانا روم کی بہت پڑھتا تھا اور سماع پر فریفتہ تھا اور وجد کرتا تھا۔ بہ سبب برکت التواشی متبرکہ حضرت زبدۃ السالکین مولانا محمد فخر الدین قدس سرہ کے جن کا مرید تھا بہت اوساط صوفیوں سے منصف اور سرتاشی سرآمد اولیا کے پر ما مور اور مخصوص تھا۔

ازانجاکہ بہت عقیدت مند اور نہایت خوش گپ تھا وقت خدمت گذاری اس گل گلزار توحید کے عندلیبانہ غزل خواں ہوتا تھا اور حکایات شیریں ودل فریب حقیقت منزل اس اولیا کا خوش کرتا تھا اور بہت خوبی سمیتا تھا (کذا) شعراس کا کیفیت سے خالی نہیں۔ ہر غزل کے مقطع میں پرورش تخلص کرتا۔ شاگرد رشید محمد رفیع سودا کا بہ سبب اس بات کے کہ بھائی کا مجھر تھا مرزا کے سوا کسی کو شاعر نہ جانتا تھا۔ بہت مدت ہوئی مرگیا۔ خدا بخشے (۱۲ شعر)

۱۲۴۔ حزیں۔ صاحب عالم مرزا خجستہ بخت بہادر دام اجلالہ کہتے ہیں کہ بہت نرم دل شیریں گفتار اور نہایت پاکیزہ دین اور ستودہ اطوار ہیں۔ گاہ خواہش ریختہ گوئی بھی فرماتے ہیں اور اشعار متفرقہ کہتے ہیں۔ (۵ شعر)

۱۲۵۔ سامی۔ تخلص مرزا محمد جان بیگ اصل اسکی دشت قفچاق[1] ہے۔ باپ اس کا کشمیر میں رہتا تھا اور وہ مع اپنے والد کے محمد دلی میں آکر خواجہ میر درد علیہ الرحمتہ کا مرید ہوا لکھا ہے فارسی میں خوش فکر تھا تاریخ اچھی کہتے تھے ایک قصیدہ خرم خاں کی مدح میں جو کہ صوبہ دار کشمیر کا تھا۔ بایں صفت اس نے لکھا ہے کہ ہر مصرع سے دو تاریخ نکلتے ہیں۔ اور شاہ عالم بادشاہ کی سرکار سے اسکو یہ حکم ہوا تھا کہ ایک کتاب شاہنامہ جس میں سب حال ایام خلافت کا مندرج ہو لکھے چنانچہ اس نے موافق حکم کے لکھنا شروع کیا لیکن افسوس کہ قبل تمام ہونے

---

[1] دست قفچاق نام ہے ایک دشت کا جو واقع ہے۔ .... افریقہ میں جس میں ملک حبش اور مصر اور سواء اس کے اور واقع ہے۔

اس کتاب کے اسکی عمر تمام ہو گئی مگر وہ کتاب اور وہ قصیدہ ہمارے دیکھنے میں نہیں آیا۔ فقط تین غزل حسب خواہش اپنے دوستوں کے اس نے اردو میں تصنیف کی تھیں جن کے ہم یہ شعر لکھتے ہیں۔ یہ اسکی ذات سے غنیمت تصور کرتے ہیں کس لئے کہ اور اسکی تصنیف دستیاب نہیں ہوئی۔ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم اپنے تذکرہ میں اس کا تخلص سامی لکھتے ہیں۔ اور اس میں یہ لکھا ہے کہ اس نے اپنے پیر و مرشد کی مدح میں ترجیع بند اور ترکیب بند اور رباعیات وغیرہ بہت کہی ہیں۔ اور ان میں بہت صنعتیں بھری ہیں۔ المختصر فکر عالی رکھتا ہے لیکن الفاظ ہندی اسکی زبان سے درست نہ نکلتے ہیں اور اُردو معلی کے محاورہ پر چنداں واقف نہ تھا۔ ایک قطعہ اس شخص نے اپنے اس عذر میں کہ مجھے ہندی محاورہ اچھی طرح پر ادا نہیں ہوتا ہے لکھا ہے۔ (۶ شعر)

۱۲۶۔ سائل۔ تخلص مرزا محمد یار بیگ مرحوم کا ہے اصل اسکی افغانستان قوم سے ازبک مگر وہ پیدا ہوا شاہجہاں آباد میں۔ یہ شاعر خوش فکر سلیم الطبع بہت متین اور نہایت پسندیدہ آدمی تھا نسبت شاگردی کی شیخ ظہور الدین حاتم سے رکھتا ہے۔ شعر اس کا خالی پختگی اور خوبی سے نہیں ہے۔ سپاہی پیشہ تھا۔ مدت ہوئی گذر گیا۔ (۱ شعر)

۱۲۷۔ سامان۔ تخلص میر محمد نامر کا جو کہ باشندگان جون پور سے ہے محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں وارد دار الخلافہ شاہجہاں کے ہوا۔ (۱ شعر)

۱۲۸۔ سبحان۔ تخلص عبد السبحان کا ہے جو کہ شاگردوں شاہ مبارک آبرو کے سے تھا (گذرا) (۱ شعر)

۱۲۹۔ **سبقت**۔ سبقت تخلص مرزا معل فرزند مرزا علی اکبر اخوند کا ہے جو کہ شاگردوں جرأت سے تھا۔ اصل اسکی زمین ایران جنت نشان مولد اس کا جہان آباد نیک بنیاد۔ کتب درسیہ اس نے سب پڑھیں اپنے ہم قرنوں پہ سبقت لے گیا تھا۔ طبیعت اسکی راست معلوم ہوتی ہے۔ (۶ شعر)

۱۳۰۔ **سپاہی**۔ ایک شخص سپاہی پیشہ شاہ قلی خاں نام کا (۱ شعر)

۱۳۱۔ **سپاہی**۔ امام بخش معلم کا بھی تخلص سپاہی ہے۔ یہ شخص خلیق اور یار باش آدمی ہے ہر ایک شخص پر سبقت کرتا تھا۔ خط نستعلیق لکھتا تھا۔ مدت ہوئی گذر گیا۔ (۲ شعر)

۱۳۲۔ **سپاہی**۔ یہ ایک شخص تھا لکھنو میں آشفتہ مزاج اس کا نام معلوم نہیں ہوا الا یہ کہ جانتے ہیں کہ ایک سقہ کے لونڈے پر عاشق تھا ہمیشہ اس کا رضا جو رہتا؛ کہتے ہیں اسکی خوشی کے لئے جان اپنی، جاں بخش کو دی یعنی اس کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور جبکہ اس کی قصاص میں مارنے کا ارادہ لوگوں نے کیا سب کے خواب میں دکھلائی دیا اور یہ کہا کہ عاشق کشی معشوقوں کا شیوہ ہے زنہار زنہار کبھی میرے معشوق کو ہلاک نہ کرنا ناچار اس سقہ کے بچے کو چھوڑ دیا۔ والعہدۃ علی الراوی (دروغ گو بر گردن راوی)۔ (۱ شعر)

۱۳۳۔ **بخت آور**۔ ایک ہندو فقیر جسنے ایک کتاب تصنیف کی ہے بنام سنار کے ہندی یا برج بھاکا کی نظم میں جس میں حالات سیناباذی لوگوں کی لکھی ہیں یہ کتاب تصنیف ہوئی تھی۔ دستگیری دیارام کے۔ جو کہ اسی قوم کا حامی تھا اور سنہریت راس کا جو کہ آگرہ کے ضلع میں ہے اس کا راجہ تھا بیچ ۱۸۱۵ء کے جس سنہ میں مارکوئیس ہسٹنگز گورنر جنرل نے فتح کیا جسنے کہ اس لڑائی کے سپہ سالار تھے (کذا)۔ مصنف

اس نظم نصیحت آمیز کی ہو تب اسکے اقرار کے یہ قرار تھی کہ ثابت کرے، اس بات کو کہ کل تصورات خدائی جوکہ الزالونی نے اپنی کتابوں میں مندرج کئے ہیں فریب دہندہ اور ناکارہ ہیں۔ افسوس وہ مراد حاصل نہوئی اس کتاب سے کچھ انتخاب پروفیسر لسن صاحب معروف نے بھی کیا ہے اپنے رسالہ ایجیک، (ایشیاٹک) ریسرچز کے سترھویں صدی جلد میں درباب مذاہب قوم ہندو کے اس لئے کہ اوس انتخاب میں نہایت بے وقوفی پائی جاتی ہے۔

۱۲۴۔ فدا۔ امام الدین فدا دہلوی یہ فریدآبادی اصل میں ہے شاگرد میر تقی قلی خاں فراق کا۔ یہ شخص غریب اور آزاد آدمی تھا درمیان عملداری نواب علی وردی خاں مہابت جنگ کے دہلی سے بنگالہ میں آکر سکونت پذیر ہوا۔ (۱ شعر)

۱۲۵۔ خادم۔ خادم علی خاں یا حسین علی خاں بیٹا احمد علی نیابت کا عظیم آبادی علی ابراہیم کا چچیرا بھائی جانب باپ سے شیخ بنی ہاشم اور اپنی ما (ماں) کی طرف سے سید حسینی۔ اسکی طبیعت سنجیدہ اور ملائم تھی صاحب دیوان ہے۔ یہ ایک شعر اس کا ہے ؎

مجھکو کہتے ہو کہ جیل باہر ہو :: آپ کے کہنے سے کب باہر ہوں

اس شعر میں صنعت ایہام بہت اچھی وضع پر ہوئی تھی۔

۱۲۶۔ آگاہ۔ تخلص میر حسن علی نامی قصہ خواں بادشاہی ہے۔ با نہایت جودت طبع اور جدت ذہن چند فنون میں اسکو اچھی دست قدرت ہے (کذا) یہ بیت اسکی ہے۔ شاگرد قصہ خوانی میں میر احمد جوکہ مشہور قصہ خواں گذرا ہے شعر گوئی میں شاگرد میر ضیاء الدین ضیا کا وہ ایک جوان تھا اس زمانہ میں کہ مصنف گلزار ابراہیم کا

جس زمانہ میں موجود تھا یعنی ایک ہزار سات سو اسّی سے ایک ہزار سات سو چوراسی تک۔

(۱ شعر)

۱۲۷۔ انور۔ تخلص ولی محمد خاں متاہج زمانہ سے شاہجہاں آبادی کا آباء اسکے عہدہ داروغگی عدالت شاہی کا رکھتے ہیں اور یہ بذات خود ایک مرد خوش اخلاط یار باش قوی ارتباط نیک معاش پاکیزہ طبع ہنستی صورت کشادہ پیشانی نیک خو تھا۔ قاسم لکھتا ہے کہ زبانی اسی شاعر کے معلوم ہوا وہ کہا کرتا تھا کہ میں ایک ایمان نام شخص کا شاگرد ہوں، فارسی شعر کہنا ایرانی سے سیکھتا ہوں اردو بھی کہتا تھا درمیان ۱۲۴۷ھ کے موجود تھا (۴ شعر)

۱۲۸۔ اکبر۔ تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علی خاں بہادر مستقیم جنگ، بہادر حقیقی نواب تاج محل بیگم صاحبہ والدہ ماجدہ مرشدزادہ جہانیان جوان بخت مرزا جہاندار شاہ بہادر حکیم قدرت اللہ خاں مرحوم اپنے تذکرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ ایک جوان تھا پاکیزہ سید نیک، محضر خوش اختلاط نیک معاش صاحب طبع رنگین علم موسیقی میں بھی دست قدرت رکھتا تھا فکر ریختہ کرتا تھا۔ چند ایام ہوئے رحمت حق سے پیوستہ ہوا خدا اسکو بخشے، تخمیناً درمیان ۱۲۲۸ھ کے فوت ہوا۔ (۲ شعر)

۱۲۹۔ اکبر۔ تخلص ایک شخص کا عوام سے، حاجی شاہ اکبر جو کہ مشہور ہے یہی نام سے ہے (کذا) مصحفی کہتا ہے یہ شخص دہلوی خوش طبع رنگیلا اور پسندیدہ آدمی تھا نقیبوں میں حضور پر نور یعنی محمد شاہ کے نوکروں میں منسلک تھا شاگرد شیخ ظہور الدین حاتم مشہور مصنف اشعارات (کذا) صوفیانہ (صوفیانہ) کی صحبت سے اس نے بڑا فائدہ دیندار ی اور اصلاح شعر کا اٹھایا تھا شاہ حاتم کے یہ اچھے شاگردوں

میں سے ہے جبکہ مصحفی نے مناعرہ شاہجہاں آباد میں مقرر کیا تھا اکبر نے اول اپنے شعر پیش کئے تھے۔ شوخ طبع اس درجہ کا ہے کہ اشعار اساتذہ مشہور کے اپنے نام سے پڑھنے میں کچھ پرواہ نہیں کرتا چنانچہ جانشینی کلام اسکی سے حال اس کا ظاہر ہے۔ یہ اشعار کہتے ہیں کہ اسکے ہیں صاحب دیوان ہے جو کہ قدما کے طور پر لکھا گیا ہے کنایہ اور مشکل تشبیہ سے اس طور پر ہے کہ مصحفی جس کے تذکرہ سے لکھا گیا اسکو پسند نہ آسے۔ (۷ شعر)

یہ حال معلوم ہوا کہ وہ خود بیان کرتا ہے کہ میرے پسند نہیں آسے۔

۱۴۰۔ اکرم — خواجہ محمد اکرم دہلوی ایک شاعر ہندوستانی ہے جو کہ خصوصاً قطعات تاریخ کے لکھنے میں ہوشیار تھا۔ (کوئی شعر نہیں)

۱۴۱۔ جعفر شریف۔ یعنی لالہ میاں بیٹا علی شریف کا قوم سے قریش مذہب ہے سنی باشندہ الور کا قدیم سلطنت گولکنڈہ میں جس شہر میں وہ زندہ تھا زرمیاں ۱۸۳۲ء کے اس کا باپ باشندہ ناگور کا تھا۔ وہ مصنف ایک بڑی ذی قدر ہندی کتاب مسمٰی قانون اسلام کا ہے جس کتاب کا انگریزی میں ڈاکٹر برکلاڈ صاحب نے (ترجمہ) کیا ہے۔ یہ رسالہ بےشک سب سے بڑی قدر کا ہے کتابوں میں ہے مذہب اہل اسلام میں جو تصنیفات ہوئی ہیں ہے اہل اسلام کے مذہب کو وہ مستوجب بیان کرتا ہے (کوئی شعر نہیں۔)

۱۴۲۔ جگ جیون داس۔ یہ شخص مذہب ست نامی کا ہے۔ قوم سے وہ چھتری تھا مولد اس کا اودھ اور مسکن اسکے اب تک کنواں میں ہے (جو کہ لکھنو اور اودھ کے بیچ واقع ہے) وہ تمام عمر عیال دار رہا اس نے بہت رسالہ

ہندی شعروں میں لکھے ہیں اولا پریما گرنتھ ۔ یہ رسالہ بطور گفتگو کے لکھا گیا ہے ۔ درمیان شیو اور پربھاؤتی کے اور دوسری ایک کتاب بنام جویا پرکاس ۔ یہ درمیان سنہ ۱۷۶۱ء کے تصنیف ہوئی تھی ۔ اور ایک تیسری چھاپ لیا ہے ۔ (کوئی شعر نہیں)

۱۴۳ ۔ **طالب** ۔ تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالاں کا ۔ شاگرد انشاء اللہ خاں کا ہے ۔ یہ شعر اس کا ہے ۔ (۱ شعر)

۱۴۴ ۔ **دیوانہ** ۔ تخلص ایک ہندو کا نام اس کا سرب سنگھ (سکھ) ۔ یہ شعرائے دیار مشرق سے گنا جاتا ہے ایک مدت بلدہ لکھنو میں علم استادی کا بلند کرتا رہا اور بہت آدمی اسکے شاگرد ہوئے ۔ جعفر علی حسرت جو کہ استاد قلندر بخش جرات کا ہے وہ بھی نسبت تلمذ اس سے رکھتا ہے اور ایسی جائے کے رہنے والے اسکو استاد مسلم الثبوت گنتے ہیں ۔ اکثر میل طبیعت طرف فارسی کے رکھتا تھا گاہے ریختہ بھی موزوں کرتا تھا ۔ درمیان سنہ ۱۲۰۴[1] ھ کے فوت ہوا ۔ (۴ شعر)

۱۴۵ ۔ **دیوانہ** ۔ تخلص مرزا محمد علی خاں نام ۔ مرزم بنارس سے ہے عہدہ جلیل القدر پہ ہمیشہ ممتاز رہا ۔ جن ایام میں ہمراہ روشن الدولہ کو لبرک ناظم شاہجہاں آباد کے یہاں آیا تھا ۔ نواب مصطفی خاں مولف گلشن بیخار سے ملا تھا ۔ (۵ شعر)

۱۴۶ ۔ **ذاکر** ۔ تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد رستم بیگ ایک شخص ہے شاہجہاں آبادی (۱ شعر)

---

[1] سال وفات سنہ ۱۲۰۳ھ "ع"

۱۴۷۔ ذرہ ۔ مرزا راجہ رام ناتھ عہدہ نظارت حضور والا پہ مامور تھا گرچہ ہندو مگر مطیع الاسلام۔ چنانچہ ایام محرم الحرام میں تعزیہ بناتا اور سبز پوش رہتا اور شربت لوگوں کو پلواتا اور خیرات کرتا اور گیارہویں بڑے پیران پیر کی بہ تجمل تمام قلعہ کو لیجاتا (کذا) بہرکیف ایک مرد تھا صاحب ثروت عمدہ معاش بہ کثرت بہ سبب موزونی طبیعت کے گاہ گاہ فکر ریختہ بھی کرتا تھا۔ اور چونکہ شاہ عالم کا تخلص آفتاب تھا اس لیے اس نے اپنا تخلص ذرہ رکھا تھا۔ (۲ شعر)

۱۴۸۔ ذرہ ۔ تخلص لالہ چھنو داس جہاں آبادی کا یہ ایک مرد تھا قابل نیک خصلت۔ معلمی پیشہ سے عمر بسر کرتا تھا۔ (۱ شعر)

۱۴۹۔ ذکا ۔ تخلص ذکاء اللہ خاں نام لکھنؤ کا۔ اولاد نواب محبت خاں بیٹے حافظ رحمت خاں مرحوم کا ہے جن کے حالات محتاج بیان کے نہیں (۱ شعر)

۱۵۰۔ ذکا ۔ تخلص خوب چند کا یستھ دہلوی کا شاگرد شاہ نصیر کا ہے۔ ایک روز مولف گلشن بیخار سے ملا تھا۔ کہتا تھا کہ میں نے ایک تذکرہ ریختہ میں لکھا ہے مگر وہ دیکھنے میں نہیں آیا۔ حکیم قدرت اللہ خاں یہ لکھتے ہیں کہ یہ شخص سکندر آبادی الاصل اور جہاں آبادی المولد ہے۔ مانے سلامت رائے کا پوتا۔ بہ سبب افراط اور تفریط اور ہنگامہ عوام کے جبکہ افاغنہ ابدالی دہلی میں آئے تو اکثروں نے اس شخص کے بزرگوں میں سے اہل و عیال کو اپنے ہاتھ سے مار ڈالا تھا اور پھر آپ مر گئے تھے اور تھوڑے سے آدمی عورت اور مرد اس ہنگامہ سے جان سلامت لے جاکر گرتے پڑتے کوئی عظیم آبادی کی طرف جا لیا تھا اور کچھ شاہجہاں آباد میں رہ گئے تھے۔ بہرکیف لالہ خوب چند بہرہ سخن سازی اور انشاء پردازی اور سیاق وغیرہ متصدی گری سے خوب رکھتا ہے اپنے شعر کی اصلاح شاہ محمد

نصیرالدین سے کہتا تھا۔ دیوان اشعارات (کذا) جس میں اکثر انواع سخن ہیں جمع کیا ہے۔ (۶ شعر)

۱۵۱۔ بیجان۔ عزیز خان بیجان افغانی روہیلہ تھا یہ بھی ہندوستانی شاعروں میں شمار کیا گیا ہے۔ مصحفی سے اسکی ملاقات تھی۔ یہ دو شعر اسکے ہیں۔ تیرہویں صدی میں موجود تھا۔ (۲ شعر)

۱۵۲۔ بیکل۔ سید عبدالوہاب بیکل دولت آبادی ہے۔ میر عبدالولی عزلت کے شاگردوں میں سے ہے اس نے اصلاح اشعار کی علی ابراہیم سے لی تھی۔ عملداری سراج الدولہ بہادر کی میں وہ علی ابراہیم سے ملا اسکے شعر میرے ہاتھ نہیں آئے۔

۱۵۳۔ بشیر۔ تخلص میر بشارت علی دہلوی کا۔ لکھنو میں جاکر میر نظام الدین ممنون کا شاگرد ہوا پھر مرشد آباد میں آیا۔ وقت بازگشت کے عین بر سر راہ ہیضہ وبائی میں مبتلا ہوکر جاں بحق ہوا سنہ ۱۲۰۴ھ میں موجود تھا۔

یہ ایک شعر ایک غزل میں کے ہیں جو بہت ڈوم لوگ اور طوائف گاتی ہیں۔ ؎

شاید دل بیتاب کو تسکین ہوا ہے :: کھنچوا کے رکھو سینے پہ تصویر کسی کی

(۳ شعر)

۱۵۴۔ برق۔ لالہ بھگوان دت لکھنوی کا تخلص ہے۔ لطف اسکی طبع کا اس شعر سے ظاہر ہے سنہ ۱۸۴۴ء میں موجود تھا ؎

نتھ کے حلقے میں تمہارے یہ لٹکتا ہے (مچھر) :: خون پر اپنے کو یہ آپ نے پالا مچھر

۱۵۵۔ اُمی۔ امی تخلص روشن بیگ نام چھوٹا بھائی حمیدۃ الدولہ سنفرم کار سرکار ولی عہد بہادر شاگرد نصیر۔ یہ شخص موافق تخلص اپنے کے بے بہرہ تھا۔ اور نوجوان مرگیا۔ (۲ شعر)

۱۵۶۔ اختر۔ تخلص ایک بادشاہ زادے کا ہے جو خاندان گورکانی سے ہے طبیعت مستقیم رکھتا۔ شعر (و) سخن کی طرف بہت راغب ہے (۱ شعر)

۱۵۷۔ احمد۔ تخلص احمد علی رہنے والا فیض آباد کا اس نے ایک قصہ گل صنوبر کا بحکم بادشاہ اودھ مرحوم کے نظم میں لکھا ہے۔ یہ قصہ دلچسپ زبان ریختہ میں ہے ایک گل صنوبر زبان دکنی میں بھی تیار ہوا ہے۔ اسکی ایک جلد ناظم حیدرآباد کے کتب خانہ میں ہے۔ ایک اور گل صنوبر بنام گلشن ہند اسکی ایک جلد فورٹ ولیم کے کتب خانہ میں قلمی موجود ہے۔ اس احمد سے دو کتابیں نثر اردو میں پائی گئی ہیں اول مودہ نیکی دوسرے رشک پری، یہ کتاب سنہ ۱۲۴۱ھ میں درمیان فیض آباد کے تیار ہوئی تھی۔ (کوئی شعر نہیں)

۱۵۸۔ اخگر۔ تخلص شک پند (سکھ چند) دیوان مرزا خرم صاحب فرزند ارجمند مرزا جہاں دادشاہ مرحوم کے گھر کا تھا۔ (۳ شعر)

۱۵۹۔ تمنا۔ تخلص میر اسد علی جنوبی کا ہے۔ (۱ شعر)

۱۶۰۔ تمنا۔ تخلص عباس علی خان مغل کا ہے۔ یہ جوان رہنے والا شاہجہان آباد کا ہے۔ سپاہ گری میں ایام بسر کرتا تھا۔ (۱ شعر)

۱۶۱۔ تمنا۔ تخلص محمد اسحق خاں مرحوم کا ہے۔ یہ جوان تھا کشمیری الاصل شاہجہان آبادی المولد۔ بیٹا ہم زلف احسن اللہ خاں بیان کا۔ بیچ سرکار تاجدار جہاں دار شاہ بہادر کے ثروت بہم پہنچائی تھی یہ مرزا شگفتہ بخت بہادر المعروف بہ مرزا حاجی صاحب کی سرکار میں جو کہ بیٹے مرزا جہاں دار شاہ بہادر کے تھے مختار کار ہوا لیکن افسوس کہ عین حالت شباب میں مرگیا۔ فکر ریختہ کرتا تھا۔ (۶ شعر)

۱۶۲۔ تمکین۔ تخلص ایک شخص کا ہے جو کہ طالبان ذات مولا سے تھا۔ محمد صلاح الدین نام خوش فکر تھا اور دنیا سے نفرت رکھتا تھا۔ اور لوگوں سے کم ملتا تھا۔ گاہ گاہ بطور خود ریختہ موزوں کرتا تھا۔ (۱ شعر)

۱۶۳۔ تمکین۔ بخت مل پنڈت کا بھی یہی تخلص تھا جو کہ خلف الصدق لچھمی رام پنڈت المتخلص۔ فدا کا ہے۔ یہ جوان مؤدب اور مہذب دریافت ہوا۔ مسقط الراس اس کا شاہجہاں آباد خجستہ بنیاد ہے۔ اشعار اپنے اپنے باپ کو دکھلاتا تھا۔ (۳ شعر)

۱۶۴۔ تنہا۔ تخلص محمد علیٰ کا۔ بزرگ اسکے خاک پاک حضرت دہلی کو اور آپ لکھنؤ میں تولد پاکر نشو ونما بھی وہیں پایا اور اصلاح سخن بھی میاں غلام ہمدانی مصحفی سے لی۔ (۸ شعر)

۱۶۵۔ تنہا:۔ تخلص شیخ عوض علی سپاہی کا۔ یہ جوان سپاہی منش والا مراد خوش نویس ظریف نہاد تھا۔ (۳ شعر)

۱۶۶۔ تنہا۔ قاسم لکھتا ہے یہ ایک پٹھان زادہ نورسیدہ جسکے گل عذار کا سبزہ تازہ جملہ ہے۔ اور ہمسایہ اس مسکین کے رہتا ہے۔ اس کا تخلص بھی تنہا ہے صاحب گفتار، دل نشیں، نہایت حلیم اور بغایت سلیم سعادت النیام سعداللہ خاں نام بسبب صحبت حکیم میر قدرت اللہ خاں کے شوق سخن گوئی کا بہم پہنچایا تھا شعر اپنے گاہے نظر قاسم سے گاہے حکیم ثناءاللہ خاں فراق سے گذارتا تھا افسوس کہ بجوان مرگیا (۳ شعر)

۱۶۷۔ تھانیسری۔ تخلص شاہ امام بخش تھانیسری کا ہے یہ ایک درویش ہے۔ نیک نہاد سعادت بنیاد سلسلہ قادریہ سے نسبت ارادت کی ایک شخص ہے

جو کہ اولاد امجاد حضرت شیخ قادری قدس سرہٗ سے ہے رکھتا ہے اور اوقات شبانہ روز کی اپنے درویشانہ گذارتا ہے۔ گاہ گاہ بطور خود شعر موحدانہ اسکی طبع سے ٹپک پڑتا تھا۔ (۴ شعر)

۱۶۸۔ آرام۔ تخلص خیر اللہ خاں نام کا ہے۔ یہ ایک بزرگ رہنے والا قصبہ سرونہ کا ہے۔ شمرو فرنگی مصاحبوں میں تھا جس کا خطاب ظفر یاب خاں اور تخلص صاحب کرتا تھا۔ بہاں اسکی حیات کا عین حالت نمو میں پژمردہ ہوا۔ درمیان سنہ ۱۲۴۰ھ کے موجود تھا۔ (۳ شعر)

۱۶۹۔ ثابت۔ تخلص مرزا معز الدین چھوٹے بھائی مرزا حسن بخت بہادر کا حافظ عبدالرحمن خاں احسان سے اصلاح اشعار لی تھی۔ (۷ شعر)

۱۷۰۔ ثابت۔ تخلص اجابت خاں۔ قاسم لکھتا ہے کہ نام اس کا اصالت خاں تھا۔ بہرکیف تلامذین مرزا بچہ فارسی تخلص کے سے رہنے والا عظیم آباد کا اپنے وقت میں یہ بھی علم استاذی کا اس مقام میں بلند کرتا تھا۔ (۴ شعر)

۱۷۱۔ ثابت۔ تخلص ایک مرد سعادت نشان المسمی بہ شجاعت اللہ خاں کا بہ سکنائے لکھنؤ سے تلامذے میاں جعفر علی حسرت کے بیں شمار کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مرد خوش خو نیک دل کشادہ رو بحلا مشتغل تھا۔ (۱ شعر)

۱۷۲۔ ثاقب۔ ایک ذولیشی سید شخص کا نام۔ یہ تخلص ہے جو کہ بہت نیک طبیعت پاکیزہ شم شاگرد ان شاہ مبارک آبرو سے تھا۔ (۲ شعر)

۱۷۳۔ ثاقب۔ ایک بزرگ تھا مشہور بہ صاحب دلی شیریں کلام میر شہاب الدین

لہ ثاقب اول کا کوئی وجود نہیں۔ ثاقب ثانی آبرو کے شاگرد تھے اور آرزو کے بھی۔ (نکات الشعرا) ثاقب اول کے اشعار میر تقی کھاسی کے ہیں (میر حسن)۔

نام - (۳ شعر)

۱۷۴۔ ثروت - تخلص مرزا محمد صادق کا ہے جو کہ آغا ثروت مشہور ہے اور عہدہ اتالیقی پسر راجہ تکمیت رائے پر متعلق تھا۔ کلام اس کا درد آلودہ اور محبت آموز معلوم ہوتا ہے۔ (۲ شعر)

۱۷۵۔ ثروت - تخلص سید درویش علی نظر اس کے نام پر اور اس تخلص پر کہ فی چاہیے۔ عجب لطف رکھتی ہے (کذا) مرد آزاد تھا (۱ شعر)

۱۷۶۔ ثنا - تخلص ایک سیدزادہ میر شمس الدین نام کا ہے جس کی اصل کشمیر کی اور مولد اس کا عظیم آباد۔ گاہ گاہ فکر ریختہ کرتا تھا اور اصلاح سخن شاہ مشتاق طلب تخلص جو کہ ان دیار میں مشہور و معروف ہے ان سے لیتا تھا خوش فکر صاحب طبیعت نیک معلوم ہوتا ہے۔ (۱ شعر)

۱۷۷۔ نیم چند - قوم کھتری اس کا ایک ہندوستانی قصہ مثنوی گل باصنوبر ہے یہ کتاب فارسی زبان سے ترجمہ ہوئی ہے۔ (کوئی شعر نہیں)

۱۷۸۔ نثار - عبدالرسول یہ عبدالرسول اکبر آباد کا اس کے آباء اجداد بڑے عہدہ پر فرخ سیر کے وقت میں رکھتے تھے وہ نامی شاعر میر تقی کا دوست تھا اسی کی صحبت میں اس نے نظم کا شوق کیا۔ میر اسکو اصلاح دیتا تھا۔ میر و مصحفی دونوں اسکی تعریف علم اور ذہن اور ذوق کی کرتے ہیں۔ نثار ساٹھ برس کا تھا جب مصحفی نے اسکو قصبہ امروہہ میں دیکھا تھا۔ (شعر ندارد)

۱۷۹۔ منشی نہال چند - یہ باشندہ دہلی کی بگم لاہوری کہلاتا تھا جہاں وہ مدت تک رہا۔ اس نے گل بکاولی کا ترجمہ فارسی اردو میں کیا اصل میں یہ کتاب ہندی میں تھی پھر فارسی ۱۱۳۴ھ میں شیخ عزت اللہ بنگالی نے بنام گل بکاولی ترجمہ کیا اور

بہار چند نے اردو میں اس سے کر کے نام مذہب عشق رکھا اس ترجمہ کی اصلاح میر شیر علی افسوس نے دی تھی وہ قصہ دل پسند ہے بہار گلشن کو بہ سبب روزگار کے ۱۲۱۷ھ میں گیا گلکرسٹ صاحب نے اسے ایدان (کذا) منظوم ایک مثنوی تصنیف کروائی۔

۱۸۰۔ نظام۔ نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مسمیٰ بہ بخشی الملک احمد شاہ کی عملداری میں اور وزیر الممالک اس کا خطاب عالمگیر کے وقت میں تھا۔ احمد شاہ کے وقت میں نظام الملک خطاب پایا۔ اور آصف بھی تخلص کیا جس سے وہ زیادہ مشہور ہے۔ نظام اپنے عہد میں بسبب دلیری اور مختلف علوم کے جاننے اور دین کے مشہور تھا۔ وہ خط بھی خوب لکھتا تھا اور گفتگو صاف رکھتا تھا سنہ ۱۱۹۵ھ کے وہ درمیان سنہ کے تنگ تھا اس کے اشعار کی بڑی قدر ہے۔ (شعر مذا ہو)

۱۸۱۔ سید نور علی۔ بنگالی مصنف ایک قصہ اردو نثر در باب تلدمن کے مسمیٰ بہار عشق۔

۱۸۲۔ نور خاں[1]۔ قصہ خان اسنے ایک مثنوی مسمیٰ احوال کالکتہ لکھی ہے اور ایک قصہ بلند اختر کا۔

۱۸۳۔ نصرتی۔ بڑا مشہور مصنف دکنی زبان کا وہ درمیان نصف سولہویں صدی کے موجود تھا اسکی تصنیف سے یہ کتابیں ہیں۔ گلشن عشق۔ قصہ کنور منوہر کا بیٹا سراج بہانو اور مدمالتی کا اور ایک گلدستۂ عشق اس میں دکنی شاعروں کا انتخاب ہے اور علی نامہ یعنی تاریخ علی عادل شاہی بیان علی عادل راج بیجاپور کا یہ ایک بہت بڑی مثنوی ہے جس میں قصیدہ وغیرہ مندرج ہیں۔

---

[1] اس کا ترجمہ طبقہ چہارم کے تکملہ میں بھی موجود ہے۔ "ع"

۱۸۴ - پاکباز - میاں صلاح الدین پاکباز بیٹا سید شاہ کمال کا اور پوتا سید شاہ جلال کا وہ دہلی میں یکرنگ اور عزلت سے شعر کہنی (کذا) سیکھا وہ اکثر گوشہ نشین رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا مگر مشاعرہ میں آتا تھا۔

۱۸۵ - میر محمد علی ترمذی - مصنف ایک تذکرہ[1] اشعار ہندیہ کا جس کا تذکرہ علی ابراہیم نے اپنے تذکرہ میں کیا ہے - اس مصنف کو مولوی سید محمد علی بھی کہتے ہیں اس نے ایک ترجمہ شمشیر خانی کا زبان اُردو میں لکھا ہے۔ اس کتاب کو اصل میں توکل بیگ نے فردوسی طوسی کے شاہنامہ سے مختصر کیا۔ اس میں صرف ترجمہ ہی نہیں بلکہ اشعار فردوسی کے منتخب بھی کئے ہیں۔ اور سوائے اس کے اُن مشاہیر کا حال جو فردوسی نے اپنے شاہنامہ میں ان کا حال لکھا ہے۔ ان کا بھی کچھ تذکرہ مع حکایات کے لکھا ہے۔ مسٹر ایٹکنسن صاحب نے جو انگریزی میں ترجمہ مختصر شاہنامہ کا کیا ہے۔ خصوصاً اسی شمشیر خانی والے کی پیروی کی ہے۔ محمد علی کے شاہنامہ کا نام بھی شاہنامہ ہے۔

۱۸۶ - محمد ابراہیم - میاں محمد ابراہیم درمیان سنہ ۱۸۲۴ء کے مندراس (مدراس) میں رہتا تھا۔ منشی گری کرتا تھا بیٹا ملک حسین اور پوتا شیخ محمد بیجاپوری کا تھا جو کہ ایک جمعدار سواروں کا تھا۔ محمد ابراہیم نے بدپائی یعنی انوار سہیلی کا ترجمہ زبان دکھنی میں کیا ہے اس نے نثر کا نثر میں اور نظم کا نظم میں ترجمہ کیا ہے - اور نام اس کا دکھن انجمن رکھا ہے۔ اور اس کتاب کے آخر میں ایک فہرست لغات دکھنی کی لکھ کر اردو میں اسکے معنی بیان کئے ہیں۔ وہ خود کہتا ہے کہ میں نے تین برس تمام دکھن کی سیر اس واسطے کی ہے کہ کوئی لفظ دکھنی مجھسے رہ نہ جائے۔ اور بھی ترجمہ دکھنی انوار سہیلی کے ہیں۔

---

[1] - یہ غلط محض ہے "ع"

۱۸۷۔ عشرت۔ غلام علی عشرت اس نے ایک مثنوی دکھنی زبان میں لکھی ہے اس کتاب میں حال بدماوت کا مندرج کیا ہے۔ یہ قصہ بہت پسندیدہ ہے جس کا ہم اور حال درمیان بیان حال جائسی کے لکھیں گے۔ عشرت آپ بیان کرتا ہے کہ اس نے اس تاریخ کو اپنے ملک کی زبان میں اس لئے لکھا کہ وہ بہت دل پسند اور دلکش قصہ ہے اسکی عبارت صاف اور سلیس اور بہت خوب ہے۔

۱۸۸۔ اسمٰعیل۔ مولوی محمد اسمٰعیل۔ یہ صاحب علم اور بہت دیندار اور سید احمد جو اس فرقہ کا بانی ہے اس کا بہت سرگرم مریدوں میں سے ہے وہی ایک تھا اس فرقہ کا نام طریقہ محمدیہ ہے اس فاضل زبردست نے ایک رسالہ تقویت الایمان اس فرقہ کی ہدایت کے لئے وہابیت کے طور پر لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مطلب اس مصنف کا مسلمانوں کے دلوں سے پرستش ولیوں اور بزرگوں کی دور کرنی اور بدعت اور روضہ کا طواف دور کرنا ارادہ تھا اور ایک خدا کو ماننا اور اس کا شرک کرنا مسائل بیان کئے ہوئے اسمٰعیل کے درست اور اصل اہل اسلام کے ہیں۔ اکثر لوگ اصل مسائل کو مروجہ سے جو غلط ہیں تمیز کافی نہیں کرتے اسکی تصنیف سے ایک صراط المستقیم بھی ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کسی فارسی کتاب کا ترجمہ ہے۔ وہ بھتیجا شاہ عبدالعزیز صاحب کا تھا جو کہ سید احمد کا استاذ ہے اکثر لوگ اسکو بہت مستعد اور عالم جانتے تھے اسمٰعیل اور مولوی عبدالحی کے ہمراہ سید احمد دہلی سے کلکتہ کو واسطے ادائے مناسک حج کے آیا تھا اسمٰعیل اور یہ مولوی مکہ کو گئے ہمراہ سید احمد صاحب کے درمیان شروع ۱۸۲۲ء میں۔ کلکتہ سے سمندر میں سوار ہوا اور اکتوبر کے مہینے میں مراجعت کی۔ بیس برس کا عرصہ ہوا کہ سکھوں سے جہاد کر کے شہید ہوئے۔

۱۸۹۔ مہاراج راج کرشن بہادر۔ وہ درمیان ۱۷۸۴ء میں پیدا

ہوا اس کا باپ مہاراجہ نادا کرشن بہادر منشی وارن ہسٹنگز گورنر جنرل بہادر کا تھا ان ایام میں وہ جوان تھا سنہ ۱۷۶۵ع[1] تک اس خدمت پر مامور رہا بعدازاں گورنر جنرل لارڈ کلایو صاحب کے ہمراہ دہلی کے دربار میں گیا۔ میر منشی ہو کر کئی امتیازب اور عزت بہ سبب اپنے نیک چلن کے حاصل کر کے سنہ ۱۷۹۷ع میں مرا۔ تر سٹھ برس کی عمر پائی اس کے نائب۔ نر کچھ زمین سرکار کمپنی بہادر کو جو کلکتہ کے قلب میں ہے دی تھی جس جائے پر ایک بڑا گرجا مسمی جامع کلیسہ بنا ہوا یہ راجہ بہت سرگرم انگریزوں کی غرض میں درمیان اس مصیبت کے جو میر جعفر کے صوبہ دار ہونے کے پیشتر ان پر نازل ہوئی، تھا۔ وہ لڑائی انگریزوں کی جو میر قاسم سے ہوئی تھی تب تک کہ اس نے ہزیمت نہ کھائی شاعرِ مذکور میجر ایڈمر صاحب کے ساتھ رہا۔ وہ رام چرن دیوا کا پوتا تھا جو ارکاٹ کے نواب کا میر بخشی تھا جب اسکو ایک قوم مرہٹہ مسمی برگوی کو جو ہندوستان کے دکھن میں رہتی ہے نیست و نابود کرنے کا عہدہ ملا اس نے کئی دفعہ ان کو شکست دی آخر شش انہیں سرکشوں کی لڑائی میں مارا گیا۔ راج کرشن یہ خطاب مہاراجہ اور بہادر کا گورنر جنرل جان سیکرسن اور شاہزادہ مرزا شگفتہ بخت بہادر بیٹا مرزا جہاں دار شاہ جائے نشین وارث شاہ عالم کے تخت کے اور سوائے اس کے اور ہندوستانی امیروں سے دونوں خطاب پائے وہ درمیان کلکتہ کے انگریزوں اور مسلمانوں تربیت یافتہ کی صحبت میں اکثر رہا تھا۔ علم کی تحصیل کا اسکو بہت شوق تھا۔ مثل ہندو شاعروں مصنف کے اپنے تئیں مشہور کیا۔ وہ بائیس برس کی عمر پا کر سنہ ۱۸۲۴ع میں مرا اور دو بیٹی اور آٹھ بیٹے نرینہ چھوڑے اسکی تصنیفات سے ایک قصہ معظم شاہی

---

[1] اصل کتاب میں ہجری لکھا ہے۔ غلط ہے "ع"

ہے جس میں سلطان محمد معظم بہادر شاہ شاہ عالم بڑا بیٹا عالمگیر اورنگ زیب کا ہے اور پانچ جلد ہندوستانی زبان ۔ یہ اسکی بیٹی کالی کرشنا کے پاس ہیں ۔

۱۹۰ ۔ رام چرن ۔ بانی فرقہ رام سنی کا جو ہندوستان کے پورب میں رایج ہے ۔ رام چرن ایک بیراگی تھا ۱۷۷۶ء میں درمیان شہر اسن کے جے پور کے علاقہ میں ایک گانو (گاؤں) ہے پیدا ہوا ۔ یہ نہیں معلوم کہ کس وقت اس نے اپنے آباواجداد کے مذہب ترک کیا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس سبب سے وہ مرتکب اس بات کا ہوا مگر وہ لڑکپن ہی سے بت پرستی سے متنفر تھا ۔ اسکو تعلیم اس بات کی دی گئی تھی اسی سبب سے برہمنوں نے اس پر بہت مصیبت سخت نازل کی اس نے اپنے وطن کو ۱۷۵۰ء میں چھوڑا ۔ تھوڑے عرصہ سرگرداں ہوکر بھلوارہ میں جو اودھ پور کے علاقہ میں ہے وارد ہوا ۔ اس جاے دو سال رہا ۔ اسی عرصہ میں بھیم سنگھ بادشاہ اس ملک کے نے (کذا) جو باپ رانا اصل کا تھا برہمنوں کے بھڑکانے سے اسکو ایسی تصدیع دی وہ تنگ ہوکر شہر سے نکل گیا سردار شاہ پور کا جس کا نام بھیم سنگھ بھی تھا اسکی مصیبت پر رحم کھاکر اپنے دربار میں اسکو پناہ دی اور موافق اس کے سوار متعین کیے اس گرو نے اس سعادت سے فائدہ اٹھایا مگر اپنی غریبی کے سبب سے وہ ہاتھی اور سوار جو ان کے استقبال کے واسطے بھیجے گئے تھے انکار کیا وہ شاہ پورہ میں ۱۷۶۸ء میں پیادہ گیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہاں بعد اسکے دو سال مقیم ہوا جس تاریخ میں اسکی قوم نے بنیاد ڈالی ۔ ۱۷۹۸ء میں فوت ہوا ۔ عمر اسکی اناسی برس کی تھی اور بڑی مندر شاہ پور میں جلایا گیا ۔ بیان ہے کہ سادھو رام حاکم بھلوارہ جو رام چرن کے سخت دشمنوں میں سے تھا اس نے ایک سنگی کو اسکے مارنے کے واسطے بھیجا تھا ۔ رام چرن جو اغلب اسکے ارادہ سے واقف ہو گیا تھا اس نے اپنا سر جھکا کر اس سے کہا کہ اپنا مدعا پورا کر و مگر یاد رکھو

کہ وہی خدا جس نے جان بخشی کی ہے جب تک وہ نہ چاہے تو نہیں مار سکتا ان باتوں سے اس قاتل کو یقین ہوا کہ اس رام چرن نے غیب سے معلوم کر لیا کہ یہ مجھکو مارنے آیا ہے اسی واسطے اس نے پیروں میں گر کر اس سے اپنا جرم معاف کروایا۔ رام چرن سے چھتیس ہزار دو سو سپار ہیں جن میں پانچ سے گیارہ تک مصرع ہر ایک میں ہیں اور بیس حرف ہر ایک اشلوک میں بھی یہ کتیں اور وہ جو اس کے مادہ خلق (کذا) تصنیف کئے گئے ہیں دیوناگری حرف میں خصوصاً ہندی میں راجواڑہ کے الفاظ آمیز اور فارسی اور عربی اور سنسکرت اور پنجابی انتخاب میں ہے۔

۱۹۱۔ رام موہن رائے۔ راجہ رام موہن رائے۔ اس نے اردو میں بہت کم تصنیف کیا ہے۔ مگر انگریزی بہت ترجمہ کیا ہے۔ اور وید نتا کو اردو میں مختصر کیا ہے وہ چھاپا نہیں گیا ہے مگر قلمی جلدیں اسکی مروج ہیں دی ٹاسی صاحب کہتے ہیں کہ پیرس میں اس شخص کو میں نے اکثر دیکھا تھا اور اکثر خطوط اس نے اردو اور انگریزی میں ہمارے پاس بھیجے تھے۔ رام موہن رائے گوڑ برہمن تھا اس کا دادا ایک بڑا عہدہ مرشدآباد کے دربار میں رکھتا تھا اس کا بیٹا رام کرنت رائے جو اس راجہ کا باپ تھا دربار سے متنفر ہو کر رادھا نگر جو بردوان کے ضلع میں ہے اور جہاں اسکی بہت دولت تھی کنارہ کش ہوا اسی جائے میں رام موہن رائے ۱۷۸۰ء میں پیدا ہوا وہ چھوٹی عمر میں درمیان ایک مکتب پٹنہ کے عربی اور فارسی سیکھنے کو بھیجا گیا اسی جائے میں وہ واجب جانا کی در باب مذہب کے پایا۔ یہ اول خیالات نے ان کی رائے اور چلن پر بڑا اثر کیا اس نے سنسکرت اور ہندوی علوم سیکھے بعضے کہتے ہیں بنارس میں بعضے کلکتہ میں مگر سولہ برس کی عمر سے وہ بت پرستی کے حلقے سے خارج ہوا اور ایک رسالہ اس نے اپنی رائے کا جاری کیا اس

تصنیف کے سبب سے اس کے اہل بیت خفا ہوئے اس نے سفر کیا کہ تبت میں درمیان
بدھ کے فرقہ میں صحیح مذہب دریافت کرنے کو گیا وہاں دو تین سال رہا مگر ان کے مسائل
تعلق اسنے پسند نہ کئے تب اور ملکوں میں بیس برس کی عمر تک سفر کیا اوسکے باپ نے
اسکو بلوایا اسوقت سے وہ انگریزوں میں ملا جلا اور انگریزی وہاں کی تقویم پائی (کذا)
اور رفتہ رفتہ انگریزی عملداری کا سرگرم خیر خواہ ہوا۔ اس کا باپ سنہ ۱۸۰۳ء میں فوت
ہوا۔ وہ مال سے محروم رہا۔ ورثہ اسکو کچھ نہ ملا۔ مگر انگریزی مذہب میں اس نے
ایک عہدہ پایا اور رنگ پور کے کلکٹر کی خدمت میں دیوان معتمد ہوا۔ چوبیس برس
کی عمر میں اسنے ظاہر کیا کہ میں نے پرستش بتوں کی ترک کی اور بدل و جان اس باب
میں کوشش کی کہ اپنے ملک کے مذاہب کو اصلاح دے۔ سنہ ۱۸۱۴ء میں درمیان کلکتہ
کے آکر رہا اس وقت بلاناغہ اس اصلاح کے رواج دینے کے درپے ہوا جو اس کے
دل میں مدت سے تھا تصنیف سے اور گفتگو سے اور کلام سے یہ اصلاح ایک قسم
کے عوام کی تھی جس کی اصل مذاہب اعتقاد خدا اور دنیا کی تھی از راہ ان مسائل
کے وہ تمام پیغمبروں کو مثل موسیٰ ع اور عیسیٰ ع اور ویاسہ اور محمد ص کو۔ اور توریت اور
انجیل اور ویدا اور قرآن کو برابر جانتا تھا۔ یہ کچھ نیا ایجاد اس کا نہ تھا کیونکہ صوفیوں کا
بھی مذہب یہی ہے۔ اس نے ایک مجلس میں اس اصلاح کے رواج دینے کے واسطے
تجویز کی تھی جس کا نام برہما سبھا رکھا گیا تھا ودنتا کا مختصر ایک رسالہ جو اس نے بنایا
تھا اور خصوصاً فصل وید ترجمہ سے وہ جانتا تھا یکتائی خدا کی ثابت کرنے کو۔ اور توریت
اور انجیل کی اصل ماہیت دریافت کرنے کو اس نے عربی اور یونانی زبان سیکھی۔ سنہ ۱۸۳۰ء
میں اس نے ایک کتاب مسمی نصیحت عیسیٰ مسیح کی اور رہنما امن اور نیکی کی چھپوائی
اس کتاب سے ایک بڑا ولولہ لوگوں کے دلوں میں ہوا بلکہ عیسائیوں میں بہت زیادہ

بہ نسبت ہندوں اور مسلمانوں کے اسی سبب سے رام موہن رائے کی کوشش سے اڈم صاحب جو ایک بڑا سرگرم مشنری بھی تھا (مشنری ؟) اسکی رائے اور دلیل ظاہر کی ایک بنگالی اور انگریزی اخبار میں جس کا وہ مالک تھا اپنی اخباروں میں اسنے کامیابی سے بینونی کی رسموں پر بھی حملہ کیا جیسا کہ سنہ ۱۸۱۰ء میں بھی ایک چھوٹا رسالہ بنگالی میں اسنے لکھا تھا اس طور سے وہ ذہن کے ہتھیار اور عقل کی تیزی سے بت پرستی اور وہم سے لڑا وہ مدت تک چاہتا تھا یورپ کا سفر کرنا اسی سبب سے اسنے اپنے اشتیاق سے توقع راہ سفر کے درمیان سنہ ۱۸۲۰ء کے بادشاہ دلی کا .... انگریزی گورنمنٹ پر کچھ فریاد کرنی چاہتا تھا اور جبکہ تیمور کی اولاد نے اپنی فریاد رسی کے واسطے کوئی ایلچی بجز اس کے لائق نہ جانا اور اسنے بھی خوشی سے قبول کرکے راجہ خطاب پاکر ایلچی ہوکر گیا۔ ۱۵ نومبر کو سوار ہوا اور ہمراہ اپنے ایک لڑکا مسمیٰ رام رائے اور دو ہندوستانی نوکر گیا۔ ۸ اپریل سنہ ۱۸۳۱ء میں درمیان انگلستان کے داخل ہوا۔ سرکار کمپنی نے اسکی بہت تعظیم کی اور بادشاہ ولیم چوتھے کے سامنے حاضر کیا اور اپنا مطلب پایا۔ ڈیڑھ برس لندن میں رہا اور بڑے بڑے امیروں کی صحبت پائی اور قانونی اور مذہبی اور علمی اور تماشے کی مجلسوں میں جایا کرتا تھا ہر ایک شخص اس کی خواہش بسبب اسکے ذہن اور خوش خلقی اور علم طبیعت کے کرتا۔ وہ فرانس میں درمیان سنہ ۱۸۳۲ء کے گیا اور پھر انگلستان کو سنہ ۱۸۳۳ء میں گیا مگر وہ بیمار ہوگیا اور حواس میں بھی نقصان ہوگیا۔ بعد تھوڑے عرصہ کے انگلستان میں سال مذکور میں فوت ہوا۔ ترپن (۵۳) برس کی عمر پائی یہ دریافت کیا گیا ہے کہ وہ اپنی آخر اوقات میں خدائے تعالیٰ کی بڑی سرگرمی سے نماز کرتا تھا اس کا یہ ارادہ تھا کہ آئندہ سال میں ہندوستان کو جاؤں گا، ترکستان اور روس اور ایران کو ہوتا ہوا یہ مختصر بیان اس عجیب شخص کا ہے اسکی صورت

موافق اسکی نیک خصلت کی تھی چہرہ اشرافوں کا سا۔ ابرو کالی، خط و خال درست۔ آنکھیں چمکدار روشن۔ قد میانہ لباس آسمانی ایک سفید دوشالہ مسلمانوں کے طور پر اوڑھا کرتا تھا

۱۹۲۔ موزوں۔ میر فرزند علی موزوں باشندہ سامان کا شمس الدین فقیر کے شاگردوں میں سے ہے طبیعت موزوں رکھتا تھا تاریخ گوئی میں بہت بہرہ رکھتا تھا۔ لکھنو میں جاکر رہنے لگا۔ فارسی اور اردو دونوں زبان میں شعر کہتا تھا۔ (۷ شعر)

۱۹۳۔ منولال۔ منشی منو لال لاہوری مصنف ایک کتاب بلاغت کا جو مشتمل اقسام سخن پر ہے بڑے بڑے شاعروں اردو گویوں اور فارسی گویوں کا ایک تذکرہ اور انتخاب دواوین لکھاہے۔ یہ ائکے چھاپہ خانہ میں درمیان کلکتہ کے ۱۸۳۶ء میں چھپی تھی اسکو گلدستہ نشاط کہتے یہ تذکرہ بہت اچھا ہے[1]

۱۹۴۔ مخلص۔ مخلص علی خاں مرشد آبادی مشہور بنام میر باقر بھائی نواب نوازش محمد خاں شہامت جنگ کا۔ مولف اول تذکرہ اردو لکھتا ہے کہ وہ جوان خوب صورت تھا تمام اپنے ہمعصروں میں بہ منزلہ جوہر کے تھا وہ رو طبع یکساں خوش شوق تھا۔ حبیب علی ابراہیم نے گلزار لکھا اسنے بہت اشعار ریختہ اسکو دیئے تھے اس کا ایک دیوان بھی لبریز عشق سے ہے۔ ۱۲۰۷ھ میں درمیان مرشد آباد کے وفات پائی (۱ شعر)

۱۹۵۔ مروت۔ جعفر علی[2] مروت مشہور بنام پسر مصری۔ مصحفی کہتا ہے کہ وہ بیٹا کبیر علی کا تھا جسکو حکیم کبیر سنبھلی شیخ عسفری بھی کہتے ہیں۔ یہ جوان قابل اور تربیت یافتہ تھا۔ بیشتر اپنے باپ سے علم طب رام پور میں سیکھا مگر وہ شعر لکھنے میں بھی مشغول

---

[1] یہ مجموعہ اشعار ہے تذکرہ نہیں۔ بلاغت سے اسکو کوئی سروکار نہیں "ع" [2] جعفر علی۔ تذکرہ مصحفی

تھا جسکی طرف اسکو شوق تھا۔ فی الحقیقت وہ ایک جوان شاعر با کھو خاں ولد مستحکم خاں سے دوستی رکھتا تھا اسکی صحبت اسکو ابتدائے شوق شعر گوئی میں مفید تھی وہ خصوصًا غزل اور قصیدہ سودا کے طور پر لکھتا تھا جب وہ ارمیان رام پور کے ۱۷۸۲ء میں تھا سحر البیان کے طور پر نظم میں ایک دوفسانہ اسنے بنائے ہیں اس کا ارادہ حسن کو پیش کرنے کو تھا لیکن چونکہ ان ایام میں حسن سفر میں تھا اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکا۔ پانچ برس بعد جب رام پور کو بنارس کے سفر سے مراجعت کر کے آیا اسں نے اس میر صاحب کی اس مثنوی کا ایک بیان بطور جواب کے لکھا۔ اس میں بہت تشبیہیں نئی ہیں اسے پورا کر کے مشہور کیا کتنے اسکے دوستوں کے یہ کتاب ہاتھ آئی اس مثنوی سے اسکی شہرت کی بنیاد پڑی علاوہ ازیں میر حسن صاحب مروت کو شعر ریختہ لکھنے پر برانگیختہ کیا تھا اور اوائل اشعار اسں کے پر اصلاح دی بعد ازاں جب وہ رستم نگر میں رہتا تھا میاں قلندر بخش جرأت سے جو اس کا ہمسایہ تھا اصلاح لیتا تھا مگر وہ دونوں میں سے کسی کی شاگردی کا اقرار نہیں کرتا۔ مروت نواب فیض ابیر خاں (فیض اللہ؟) کی خدمت میں رہتا تھا۔ (اشعر)

۱۹۶۔ **برق** ۔ پرواز علی شاہ برق مرادآبادی ہے۔ اس شخص کو شراب خواری اور بھنگ نوشی سے بہت شوق تھا۔ روش قلندرانہ رکھتا اور بدکاری میں اپنی اوقات بسر کرتا۔ بموجب فحوائے اس مثل کے کہ بیٹھے سے بیگار بھلی، شعر کہنے لگا جسکے سبب سے وہ بھی جرگہ شعر میں گنا گیا وہ شاگرد محمد یار خاں کا تھا۔ مصحفی نے اس کے دو شعر لکھے ہیں۔

ے طبقہ دوم میں بھی اس کا ترجمہ ہے۔ مگر پروانہ تخلص کے ساتھ۔ نام علی شاہ۔ "ر ح"

۱۹۷۔ درویش۔ تخلص جوان سعادت التیام شاہ علی نام کا ہے۔ یہ ایک فقیرزادہ درون حضرت دہلی سے تھا اور نومشق شاگردوں میں میر نظام الدین ممنوں سے ایک تکیہ اسکے بزرگوں کا پھول کی منڈی میں تھا سلسلہ اسکے نسب کا اللہ دیا شاہ تک جو بڑا معروف ہے پہنچتا ہے اسکی شہرت تمام ہے۔ شوق حفظ قرآن کا اور دریافت معانی اور قصص کا بہت تھا۔ فکر ریختہ بھی کرتا تھا۔ (۵ شعر)

۱۹۸۔ دریغ۔ تخلص زین العابدین کا جو کہ پوتوں سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر سے ہے اصلاح سخن کی شاہ نصیر سے لی۔ (۱ شعر)

۱۹۹۔ دل۔ تخلص بینی پرشاد کایستھ کا۔ یہ شعرائے عظیم آباد سے ہے مرد خوش زندگانی کشادہ پیشانی ہنس مکھ نیک خو سننے میں آیا ہے۔ شعر اس کا مزہ دار ہوتا ہے (۴ شعر)

۲۰۰۔ دل تخلص دیبی پرشاد کا رہنے والا مرشد آباد کا ہے۔ (۱ شعر)

۲۰۱۔ دل۔ تخلص مولوی شمس الدین نام کا ہے۔ یہ حضرت رہنے والے دہلی کے تھے اوقات شریف ان کی اکثر یاد مولی میں گذارتی تھی اور نہایت توکل سے ایام بسر کرتے تھے بہت صاحب تقوی اور پارسا واقع ہوا ہے۔ (۱ شعر)

۲۰۲۔ دل۔ تخلص آزاد خاں بذریعہ قبول اسلام کے آتش جہنم سے آزاد ہوگیا تھا۔ (۱ شعر)

۲۰۳۔ دل۔ تخلص زور آور خاں باشندگان سرکار کول کا ہے ایک دیوان صحیح اور چند مثنوی اسکی تصنیف سے ہیں دیکھنے میں نہیں آئیں۔ (۴ شعر)

۲۰۴۔ دل۔ تخلص غلام مصطفی خاں فرزند دلبند غلام محی الدین خاں کا ہے یہ ایک جوان تھا قابل اور قابل دوست۔ بہت عیش میں عمر بسر کرتا تھا۔ (۳ شعر)

۲۰۵۔ دلبر۔ تخلص شاہ ذکا یہ ایک طالب علم تھا درویش نہاد بلدہ عظیم آباد

یں کہتے ہیں کہ خدا اور رسول کے ذکر میں اور صحبت اصحاب مقبول میں بہت دل لگائے رہتا تھا (اشعر)

۲۰۶۔ **دل خوش** ۔ تخلص بہادر سنگھ کھتری کا جو کہ پوتا راجہ خوشحال رائے کا تھا۔ بیچ عہد محمد شاہ بادشاہ کے اہل ثروت سے گذرا ۔ (اشعر)

۲۰۷۔ **دلسوز** ۔ تخلص خیراتی خاں قوم افغان کا یہ ایک جوان خوش طبع یار باش لطیفہ گو پاکیزہ معاش کشادہ پیشانی، نیک زندگانی رفیق ظفر یاب خاں فرنگی کا مشق سخن کی حکیم ثناء اللہ فراق سے کی ہے ۔ شراب بہت پیتا تھا۔ رہنے والا قصبہ اٹبل اور گلشن بیخار میں لکھا ہے کہ شاہ نصیر سے اصلاح لیتا تھا۔ کہتے ہیں جے پور میں جا کر مر گیا۔ (۸ شعر)

۲۰۸۔ **دلگیر** ۔ یہ تخلص میر حمایت اللہ خاں خلعت عالم خاں کا ہے جو کہ داروغہ نغمت خانہ والا پر سرفراز تھا اور فہم و فراست میں اپنے ہمنشینوں سے ممتاز ہے اور فن رمل میں بڑی مہارت رکھتا ہے اور کچھ نکتے ہیئت اور نجوم کے بھی پاتا ہے جس زمانے میں کہ طرح مشاعرہ کی ڈالتا تھا نواب مصطفٰے خاں مولف گلشن بیخار کو بھی بلاتا تھا۔ (۲ شعر)

۲۰۹۔ **دولہن بیگم** ۔ المشہور نواب بہو لڑکی نواب انتظام الدولہ خانخاناں مغفور کی زوجہ خاص نواب آصف الدولہ بہادر کی ۔ یہ ایک عورت تھی پارسا اور باتقویٰ اور پرہیزگار۔ عقیدہ سنیہ کا سینے سے نہ نکالا باوجودیکہ بی بی تھی شیعہ کی اور اللہ کی بندگی میں بہت مصروف رہتی تھی اور اکثر اوقات تلاوت قرآن شریف کی کرتی رہتی اور وظیفے پڑھا کرتی اور بسبب اسکے سلیم الطبع تھی شاعروں اور اہل مذاق سخن سے خوش ہوتی تھی ۔ یہ دو شعر اسکے ہیں اپنے

خاوند کے شعروں کے جواب میں کہتی ہے ؎

اتنے کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاویں   مثل گل جاویں جدھر جاویں مہکتے جاویں
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک   خانۂ دل جو گرا ہوا ہے تعمیر کرو

نواب آصف الدولہ کے یہ شعر ہیں ؎

ساقیا مے سے چھکا دے کہ بہکتے جاویں ؛ برق کی طرح جدھر جاویں چمکتے جاویں
جہاں میں جہاں تک جگہ پایئے ؛ عمارت بناتے چلے جایئے

۲۱۰ - دوست - تخلص نام اس کا معلوم نہیں ہوا اعظم الدولہ سرور نے اسکو اہل فرخ آباد سے لکھا ہے ۔ (۱ شعر)

۲۱۱ - انیس - تخلص امیر الدولہ نواز شو خاں شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ۔ ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خاں مرحوم کا جو کہ زمانۂ سلطنت حضرت شاہ عالم بادشاہ کے بہ تمام ادرج وجاہ صدر نشیں وسادہ خدمت ممتازی کا تھا یہ شخص آپ ہی اس منصب جلیلہ پر سرفراز رہا ۔ دو تین بیت تذکرہ میں لکھے ہوئے اسکے نام کے دیکھے لکھی گئیں ایک زمانہ میں مجلس مناعرہ اپنے گھر میں منعقد کرتا تھا سب شعرائے شاہجہاں آباد اسکے محل سرائے میں جاتے تھے ۔ اور اپنے اپنے اشعار پڑھتے تھے شاید کہ موجود ہو ۔ (۴ شعر)

۲۱۲ - اوباش - تخلص شیخ امیر الزماں بجنوری ۔ شیخ زادے لکھنوی کا قاسم لکھتا ہے کہ یہ بجنور کا رہنے والا ہے اور گلشن بیخار میں وطن اس کا لکھنو لکھا ہے بہرکیف شاگرد غلام ہمدانی مصحفی کا تھا ۔ اچھے شاعروں میں تھا مصحفی کہتا ہے کہ ایک ہزار سات سو ترانوے میں یہ جوان تھا اور بہت معزز اور ذہین تھا ۔ اسکی نظم بہت اچھی ہے ۔ اور خصوصاً یہ اول شعر اس کا بڑے رتبہ کا ہے ؎

دل و دیدہ اپنے جو یار تھے سو وہ درد و غم میں کھپا گئے

ہمیں جن سے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئے

ہو گئے پیر انتظار میں ہم تو بھی ادباش وہ جوان نہ پھرا

۲۱۳۔ برق ۔ میاں شاہ جیو برق جوان ظریف الطبع ۔ عزیز اور زندہ دل تھا استفادہ سخن کا میاں غلام ہمدانی مصحفی سے اسنے کیا تھا بکیتی اسے خوب آتی تھی ۱۲۳۸ھ میں موجود تھا اب معلوم نہیں کہاں ہے ۔ (۳ شعر)

۲۱۴۔ بیخود ۔ تخلص لالہ نرائن داس کا ہے ۔ یہ مرد منصدی بپیشہ بیاب اندیشہ مہاجنان شاہجہاں آباد سے ہے شاگرد ہدایت اللہ خاں کا ہے نظر حکیم ثناء اللہ خان فراق سے اشعار اپنے گذارانتا تھا اور گاہے گاہے نظر خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی ہے ۔ الحاصل یہ جوان صاحب زبان سخنداں شیریں زبان عذب البیان ہے ۔ (۴ شعر)

۲۱۵۔ بیہوش ۔ تخلص ایک طالب العلم عبدالرشید نام کا ہے قصبہ شکارپور میں بہ پیشہ معلمی میں ایام بسر کرتا تھا اس نواح کے طور پہ گاہ گاہ مرزا طراز ہوتا ہے۔ نیک بخت اور صالح سننے میں آیا ہے ۔ (۲ شعر)

۲۱۶ ۔ اشک ۔ محمد خلیل علی خان اشک تخلص مصنف ایک قصہ امیر حمزا کا جو کہ اردو نثر میں لکھا گیا تھا ۔ یہ ۱۲۱۵ھ میں اس کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ قصہ پہلے لکھا گیا تھا محمود غزنوی بادشاہ کے واسطے یہ چودہ جلدوں کے اردو کتاب تصنیف کی ہوئی ہے بلغا، عہد محمد (محمود) غزنوی کے جن لوگوں نے مجتمع ہوکر اسکو تصنیف کیا تھا ۔ یہ قصہ اس واسطے دل پسند ہے کہ مختلف ملکوں کے طریق اور رسوم سے واقفیت بہ سبب اس کے پیدا ہوتی ہے اور فن لڑائی

اور فتوح بھی اسی سے معلوم ہوتے ہیں چنانچہ وہ مصنف خود مقر اس بات کا ہے لیکن محمود غزنوی چونکہ یہ بات چاہتا تھا کہ کس سے کسی امر میں رائے نہ لیا کرے اس لئے ہر روز تھوڑا بہت اسکے پڑھنے کا خیال رکھتا تھا۔ یہ کتاب کچھ کچھ مشابہت رکھتی ہے ایک قصہ سے جو کہ تصنیف ہوا ہے اسپین میں نام اس کا ڈان کوکسٹ ہے اور ترجمہ کی گئی ہے کئی زبانوں میں۔ اسکے اشعار ہاتھ نہیں آئے۔

۲۱۷۔ بیجان۔ تخلص شیوسنگھ دہلوی جو کہ فن رمل میں مہارت رکھتا تھا۔ یہ ایک شخص شائستہ طبیعت مسکین نہاد نہایت غریب اور مسکین آدمی تھا۔ دریبہ میں رہتا تھا کوٹھے پر سے گر کر مر گیا تھا اسکی موت کو یہ سال تینتالیسواں ہے۔ سنہ ۱۸۰۴ء عیسوی میں فوت ہوا۔ (۲ شعر)

۲۱۸۔ فرخ۔ میر علی اکبر فرخ۔ شاگرد شمس الدین فقیر کا۔ علم طب اور ہیئت میں اچھی استعداد رکھتا تھا۔ ریختہ بھی کہتا تھا۔ فارسی شعر بھی اس کے بہت ہیں۔

۲۱۹۔ فرخ۔ ایک شخص میر فرخ علی نام باشندہ دہلی کا ہے جو ریختہ گوئی کا شوق رکھتا ہے۔ (۱ شعر)

۲۲۰۔ فرخ۔ ایک رنڈی پر یزاد کنچنی رہنے والی کاٹھ کی نام اس کا فرخ بخش ہے۔ اپنے عاشق سے بہت خوش اور نئے جوڑے کی تلاش میں رہتی تھی (۱ شعر)

۲۲۱۔ بینی نرائن۔ یہ مہاراجہ لکشمی نرائن کا فرزند اور بھائی رائے کھیم نرائن رند کا یہ شخص عالم آدمی تھا درمیان لاہور کے رہتا تھا اس نے ایک کتاب بنام دیوان جہاں کے تصنیف کی ہے۔ جس میں اچھے اچھے شعر اکثر انتخاب اشعار شعرا

اردو کو کابجنکے اسکو ہم آسے لکھے ہیں اس کتاب کے دیباچہ میں مصنف اس کتاب کا بیان کرتا ہے کہ وہ ہندوستان میں خوشی اور آرام سے رہتا تھا جب تک کہ اسکی قسمت نے اس سے رشک کھا کر اسکی خوش حال (حالی) کو مبدل کیا۔ پھر وہ مجبور ہو کر کلکتہ کو گیا وہاں بھی اسکی قسمت بد نے اسکی سختی سے پیروی کی۔ وہ بارہ برس بے روزگار اور تنگ دستی میں رہا آخر شش حیدر بخش قابل اور مشہور شاعر نے اسکے حال پر رحم کھا کر اسکو آرام دیا بلکہ اس نے رو بک صاحب سے جو مشہور ہندوستانی زبان داں تھا اس سے ملاقات کرادی اس صاحب نے اسے اپنی خدمت میں لیا اور اس کی تنگ دستی کو بخشش و عزت سے دور کی اسی صاحب کی خواہش سے اس نے بیچ ۱۸۱۴ء (صحیح ۱۸۱۲ء ”ع“) کے کتاب دیوان جہاں مذکور تصنیف کی تھی۔ اس کتاب میں تین چیزیں ہیں۔ اول مناجات اور دیباچہ نظم میں دوسرے اشعار منتخب۔ تیسرے چند شعر خود مصنف کے [1]۔ ایک اور کتاب جو بینی نرائن نے لکھی ہے وہ قصہ شاہ درویش کا ہے جس کا مضمون وہی ہے جو فارسی قصہ نظم ہلالی میں ہے اور اس کا بھی نام یہی ہے۔ ولسن صاحب کے پاس بھی ایک قلمی جلد نستعلیق حروف جو ورقی جلد میں ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں بینی نرائن کی پہلی ہی تصنیف تھی فارسی میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ بنام چہار گلشن کے۔ اس کتاب کا ذکر ایک صاحب نے فورٹ ولیم کے مدرسہ کے رپورٹ میں درمیان صفحہ ۳۲۶ کے لکھا ہے۔ اس کتاب کی قلمی جلد فورٹ ولیم کے مدرسہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور حال میں اجبٹیک (ایشیاٹک) سوسائٹی کے کتب خانہ میں ہے۔ یہ کتاب بہت دلچسپ ہے۔

۲۲۲۔ فارغ = شاعر اردو ہے۔ شاگرد حاتم کا تھا فخرالدین جوہر سے

[1] یہ اطلاع غلط ہے۔ اشعار دوسروں کے ہیں۔ ”ع“

ملاقات رکھتا تھا اسکو شعر ریختہ کہنا اچھا آتا تھا۔ خصوصاً ابتدا ڈالنی اور تمہید اسکو اچھی آتی تھی۔ (۱ شعر)

۲۲۳۔ برکت۔ تخلص برکت علی خاں خیرآبادی کا جوکہ بہ سبب برکت خدمت نصیرالدولہ جنرل آختر لونی صاحب ناظم دہلی کے مرجع و مآب اکابر دہلی کا تھا۔ ایک مدت بہ مختاری راجہ والی پٹیالہ مرتبہ تنخواہ پر فلک نشین رہا الغرض۔ تمام عمر اچھی طرح گذران کرتا رہا آخر کار اپنے وطن میں وفات پائی یہ سال وفات اسکے کا اٹھا ہوا ہے یعنی سنہ ۱۲۴۴ھ میں فوت ہوا۔ چونکہ ذی ہمت اور صاحب عقل تھا اشعار سے شوق تمام رکھتا تھا اور اچھا کہتا تھا۔ (۹ شعر)

۲۲۴۔ بیباک۔ میر بخت علی بیباک مشہور ہندوستانی مصنف ہے جوکہ امام سعید مولوی یعنی موسی کاظم جو ساتویں یعنی امام جعفر صادق کے بیٹے تھے ان کی اولاد میں مشہور ہے اس کے آبا و اجداد عرب کے تھے۔ لیکن بعد چند نسل کے وہ کوئل میں آ کر رہے اسی جاے پیدا ہوا نو برس کی عمر میں دہلی میں آیا جب جوان ہوگیا پھر کوئل میں گیا۔ اسکی تحصیل صرف و نحو اور فارسی کچھ طب بھی ہے جس کا اسکو بہت شوق تھا۔ بائیس برس اسنے مطب کیا لیکن شعر گوئی کا اسکو بہت شوق تھا۔ شعر گوئی میں شاگرد مصحفی کا تھا۔ (۳ شعر)

۲۲۵۔ بلاقی۔ سید بلاقی دکھن کا ایک شاعر ہے جسنے ایک مثنوی معراج نامہ رسول خدا درمیان سنہ ۱۲۱۵ھ کے تصنیف کی ہے اس کتاب کی ایک جلد پیرس میں موجود ہے یہ ایک مثنوی ان تیرہ مثنویوں میں اور غزلوں میں کی ہے جو شیخ احمد بیٹے محمد ابراہیم گیتی نے ایک جلد میں جمع کی ہیں جسکے آخر میں اسکی اور تصنیفات بھی مندرج ہیں (شعر ندارد)

۲۲۶۔ قاصر۔ تخلص مرزا بر علی بیگ باشندہ دہلی کا شاگرد ثناء اللہ خاں فراق کا ہے۔ (۱ شعر)

۲۲۷۔ جان محمد۔ شاہ جان محمد فقیر مصنف پریم لیلا کا فرزادہ قلی خاں کی فہرست میں یہ کتاب قلمی جلد کی موجود ہے (شعر ندارد)

۲۲۸۔ جلال۔ تخلص ایک شخص کا ہے رہنے والا فیض آباد کا۔ (۴ شعر)

۲۲۹۔ جلال۔ تخلص جلال الدین حسین برادر خورد شاہ کمال الدین حسین تخلص کمال کا ہے۔ (۱ شعر)

۲۳۰۔ جلال۔ ملان جلال بلخی جو مشہور نام قصہ خواں تھا اسنے ایک قصہ امیر حمزہ کا تصنیف کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عاشق کے طور پر اسنے وہ کتاب لکھی ہے۔ (شعر ندارد)

۲۳۱۔ جوہر۔ شیو رام مشہور بنام جوہر منو لعل نے اسکی ایک غزل دلچسپ انتخاب کی ہے۔

۲۳۲۔ جولان۔ میر رمضان علی جولان درمیان دہلی کے محمد شاہ کے وقت میں رہتا تھا درمیان سنہ ۱۱۹۳ء کے وہ تخمیناً چالیس برس کا اپنی جوانی میں وہ سب سے اچھی کمان کھینچتا تھا۔

۲۳۳۔ جوان۔ مرزا کاظم علی جوان دہلوی بہت نامور مصنف درمیان سنہ ۱۱۹۶ھ کے لکھنو میں رہتا تھا اور سنہ ۱۸۰۰ء میں وہ کلکتہ کو بموجب طلب کرنیل اسکاٹ صاحب کے گیا وہاں جاکر گلکرسٹ صاحب کا مددگار تصانیف کا ہوا۔ بینی نرائن بیان کرتا ہے کہ کلکتہ میں سنہ ۱۸۱۴ء[۱] کے (درمیان) وہ زندہ تھا۔ وہاں اسکے بیٹوں

---

[۱] سنہ ۱۸۱۲ء ہونا چاہیے۔ "ع"۔

عیاں اور ممتاز نے بھی مثل اپنے باپ کے شہرت پائی۔ اس جوان نے ایک کتاب مسمیٰ
شکنتلا ناٹک پسندیدہ لکھی ہے۔ یہ قصہ اول میں زبان برج بھاکا (کذا) میں تصنیف ہوا تھا
لیکن نہ کالی داس کے طور پر نہیں ہے بلکہ مہا بھارت کے طور پر یہ کتاب درمیان کلکتہ
کے سنہ ۱۸۰۲ء میں ناگری حرفوں میں چھپی تھی اور انگریزی حرفوں میں سنہ ۱۸۰۵ء کے
بعد ازاں قرآن شریف کا اسنے اردو میں ترجمہ بہ تصحیح ڈاکٹر گلکرسٹ صاحب کیا اور
بطور تاریخ فرشتہ کے اسنے ایک تاریخ یامنی بادشاہی خاندان دکھن کی تصنیف کی
اور ایک بارہ ماسہ جو کہ بہت پسندیدہ اسکی تصنیف سے ہے اور اس کا نام دستور ہند
بھی ہے وہ بھی اسنے تصنیف کیا ہے اس کتاب میں ہندوں اور مسلمانوں کے رسوم اور تہواروں
اور عادتوں کا بیان ہے۔ اور گرہن شمس آفتاب اور چاند کی اور قران ان کا جو درمیان سنہ ۱۸۵۹ء
ہوا تھا اور بہت سے شعر بھی اسکی تصنیف سے ہیں۔ اغلب ہے کہ اسکا ایک دیوان
بھی بنا ہو اور سنگھاسن بتیسی کا بھی اسنے ترجمہ کیا ہے اور خرد افروز اور انتخاب سودا کا بھی
وہی مولف ہے (شعر ندارد)

۲۳۴۔ عیاں[2]۔ مرزا نعیم (نعیم) بیگ عیاں اصل اسکی شاہجہاں آباد۔ مصحفی کہتا ہے
کہ یہ نامی جوان تھا اور شکل کا خوب اور ڈیل ڈول کا مرغوب خوش کلام۔ حالت صبیحا
سے مقید ہوس شعر کا تھا گاہے گاہے دہلی میں بھی وارد ہوتا تھا اسی واسطے مصحفی بھی اسکا
واقف ہوا۔ جوان مذکور اپنے نئے خیالات کے اچھے ذائقہ دار اشعار مصحفی کی نظر سے
بھی گذرانتا تھا (شعر ندارد)

۲۳۵۔ جائی چندرا۔ جے پوری۔ مصنف ایک کتاب سنسکرت اور بھاکا

---

(۱) بھینی؟۔ (۲) یار خاں "ع"

در باب قوم جنیں کے۔ یہ کتاب درمیان سمت ۱۸۶۳ سمہ کے مطابق ۱۸۰۶ء کے تصنیف ہوئی۔ نام اس کتاب کا سوامی کارتک لیعنی پرکجشا (کذا) یہ نہ فیرس و لسن صاحب کے پاس ایک جلد ہے۔ (شعر نہیں)

۲۳۶۔ حکیم کبیر سمولی (سنبھلی)۔ شیخ عضری (الفلدی) یہ ایک مشہور حکیم تھا ریختہ بھی کہتا تھا۔ مصحفی نے نواب محمد امیر خاں امیر کے گھر میں اسکو دیکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ایک دیوان بھی ہے۔ اسواسطے کہ فورٹ ولیم کے مدرسہ کے کتب خانہ کی فہرست قلمی کتابوں میں ایک دیوان کبیر بھی ہے۔ (شعر ندارد)

۲۳۷۔ کافر۔ میر علی تقی کافر دہلوی۔ یہ سید بڑے مشہور خاندان کا دہلوی ہے جو کہ خوب ریختہ کہتا تھا۔ اپہلے اسنے تخلص تسکین رکھا پھر جنون آخر شس کافر ملکہ وہ بنام کافر بڑا مشہور ہے کیونکہ وہ موجب بیان ابراہیم کے جب شعر کہتا تھا اس کے بعد کہا کرتا تھا کہ ایک تھک ہے اسکا پیشہ بھی چاوگری میر تقی اور فتح علی حسینی خوب واقف تھے میر کہتا ہے کہ وہ تین مہینہ تک اسکے گھر میں تھا شاہ موعلی ابراہیم نے اسکو مرشدآباد میں دیکھا تھا لیکن اسکے شعر کی بہت قدر نہ کرتا تھا۔ (شعر ندارد)

۲۳۸۔ کاکل۔ شاہ کاکل دہلوی ہم عہد آبرو کا اسنے دنیا کو ترک کر کے فقیری اختیار کی اس کا تکیہ نواب سعداللہ خاں کے بازار میں واقع ہے۔ (شعر ندارد)

۲۳۹۔ کالی کرشنا۔ راجہ کالی کرشنا بہادر سو بہہ بازار کلکتہ کا عالم ہندو ہے اسے اکثر شوق علم کا ہے۔ وہ بیٹا راجہ راج کرشنا مرحوم کا اور پوتا راجہ ناوا کرشنا بہادر مرحوم کا ہے سنہ ۱۸۰۵ء میں پیدا ہوا وہ ولایت یورپ کے اور خصوصاً انگلستان اور انگلینڈ کے علم کی بہت قدر کرتا اور شوق بھی بہت رکھتا تھا خصوصاً ایک چھاپہ خانہ رکھتا ہے جس میں اسنے اپنی تصنیفات چھپوائی ہیں۔ اگرچہ وہ علم میں کم تھا تو بھی اسنے بہت تصنیفات چھپوائی تھیں جس سے اس کا شوق علم کا ثابت ہوتا ہے

لہ یار خاں "درج"

ایشیٹک (ایشیاٹک) سوسائٹی کلکتہ اور لندن اور پیرس کو نہایت آرزو اس بات کی تھی کہ اسکو اپنی سوسائٹی میں داخل کیجئے۔ گورنمنٹ اور ہندوستانی بادشاہوں سے اسنے خلعت اور تمغے پائے ہیں۔ اس نے انگریزی اور بنگالی کتابیں بھی چھپوائی ہیں اور انگریزی میں سنسکرت زبان سے ترجمہ کروا کے چھپوایا اسکی ہندی تصنیفات سے ایک مجمع لطائف ہے اس میں بہت قصے ہیں اور حکایات مختلف زبانوں میں سے خصوصاً فارسی اور انگریزی کی معاملہ کتابوں سے منتخب کی ہیں۔ دوسری ایک اردو ترجمہ انگریزی شاعر مسمیٰ گی کی کہانی (کذا) اس کا نام احسن المواعظ ہے۔ اس کتاب کے ایک طرف اردو اور ایک طرف انگریزی اور آخر میں تاریخ نظم میں لکھی ہے۔ تیسری کتاب نظام شمسی ہے (شعر ندارد)

۲۴۰۔ کمال۔ شاہ کمال الدین حسین نامی شاعر ہے اس کے آباؤ اجداد مانک پور کے رہنے والے تھے جو کہ ایک صوبہ الہ آباد کا ہے بعد ازاں صوبہ بہار میں جا کر رہے سلطنت مغلیہ میں عہدہ ہائے جلیلہ پر ممتاز رہے جب کمال جوان ہوا اس نے درویشی اختیار کی بعد ازاں بنگالہ میں آیا پھر لکھنو گیا۔ مصحفی کے وقت میں وہ راجہ بلاس جس کا کہ وہ مربی تھا اس کے گھر میں رہتا تھا۔ تیس دیوان ریختہ بڑے استادوں کے اسنے اپنے مطالعہ کے واسطے جمع کئے تھے اور صحبت بھی اسکو اچھی تھی بسبب دیکھنے ان دیوانوں کے اس نے بہت بڑی استعداد پیدا کی تھی اول میں وہ کسی کا شاگرد نہ تھا پھر قلندر بخش جرأت کے شاگردوں میں منسلک ہوا۔ بزرگ اسکے بہت ذی عزت اور ذی مقدور تھے۔ اسنے سب دنیا ترک کر کے لباس درویشی کا پہنا تھا بر وقت جانے لکھنو کے جرأت کا شاگرد ہوا۔ (۴ شعر)

۲۴۱۔ لطف۔ مرزا علی لطف۔ یہ ایک ظریف شاعر بیٹا کاظم بیگ خان کا استر آباد میں رہتا تھا۔ درمیان ۱۱۵۲ھ کے نادر شاہ کے ہمراہ کاظم مذکور دہلی میں

آیا اور یہ سفارش ابوالمنصور خاں صفدر جنگ کے مقرب بادشاہ کا ہوا یہ مصنف فارسی اشعار کا ہے جن میں ہجرت تخلص کرتا ہے ۔ مگر لطف ریختہ کہتا تھا اس نے ایک تذکرہ بنام گلشن ہند درمیان سنہ ۱۲۱۵ھ میں تالیف کیا تھا اس تذکرہ میں بہ نسبت اور مولفوں ادبی کے اکثر لوگوں کا حال مفصل ہے اور انتخاب بہت کیا۔ لطف دیباچہ میں کہتا ہے کہ میں نے اپنی کتاب گلزار ابراہیم کے طور پر لکھا ہے اور بہ سبب اسکے کہ وہ پسند خاص وعام ہو ہندی عبارت میں لکھی ہے۔ یہ کتاب گلزار ابراہیم (سے) بالکل مخالف ہے اس میں بہت سا ایسا بیان ہے جو گلنار (گلزار) میں نہیں ہے اور جو دونوں میں (ہے) نہ اس میں مفصل ہے اس میں پہلے حصہ میں ساٹھ شاعروں کا ذکر ہے جو اپنے دیوانوں کے سبب مشہور ہیں اور دوسرے حصہ میں کم رتبہ کے شاعر۔ مگر وہ اس کتاب کے دیباچہ میں یہ بیان کرتا ہے کہ یہ کتاب تمام نہ ہوئی ۔ نظام الملک وزیر اول کے کتب خانہ میں جلد اول ہے نواب سعادت علی خاں کے وقت وہ تالیف ہوئی تھی وہ اسکے دیباچہ میں نواب ممدوح کی بہت تعریف کرتا ہے ۔ لطف کے بہت شعر ہیں اسنے اپنے تذکرہ میں اپنے اشعار میں سے بہتر (۷۲) صفحہ منتخب کیے ہیں جن میں غزلیات اور قصیدہ اور ایک عشق کی مثنوی ہے ۔ (۱۳ شعر)

۲۴۲ ۔ محبوب[1] ۔ سودا شاعر کا بیٹا ہے ۔ اردو شعر کہتا تھا ۔ دہلی میں پیدا ہوا وہ حلیم اور خوش گفتار اور اچھی عبارت کہنے والا تھا ۔ اسکے دو دیوان مقابل میر کے ہیں ۔ لکھنو میں بہت مصیبت میں درمیان سنہ ۱۲۰۴ھ کے رہتا تھا۔ (شعر ندارد)

۲۴۳ ۔ قاسم ۔ حکیم قدرت اللہ خاں قاسم باشندہ دہلی کے ۔ علم عربی یعنی صرف نحو

---

[1] اس کا تخلص مجذوب ۔ اس شاعر کا ترجمہ طبقہ دوم میں بھی شامل ہے ۹۴ع

بقدر ضرورت اور علم طب خوب ان کو آتا تھا۔ علاج بیماروں کا کیا کرتے تھے۔ مولانا فخر الدین صاحب سے ان کو بہت اعتقاد تھا۔ ہر بارھویں تاریخ کو فاتحہ بڑے پیر کی دلواتے۔ محرم شریف میں کتاب شہادت نامہ سنایا کرتے تھے۔ عمر بہت بڑی پاکر انتقال پایا۔ یہ سولھواں سال ان کی وفات کا ہے۔ سنہ ۱۲۴۶ھ میں انہوں نے وفات پائی۔ عمر معقول پائی ریختہ کہنے کا بہت شوق تھا ان کی مثنوی بھی ایک کہی ہوئی ہے اور ایک دیوان موجود ہے اور ایک تذکرہ شعرائے ہند کا انہوں نے بہت اچھا لکھا ہے گرچہ تاریخ وفات و حیات کسی کا ذکر نہیں مگر پھر بھی بعض قرائن سے تاریخ اس سے نکل سکتی ہے۔ اگر آدمی اپنے پر محنت اٹھائے اور خوب طرح حال دیکھے۔ (۴ شعر)

۲۴۴ ۔ قابل ۔ تخلص مرزا علی بخت ایک بادشاہ زادے کا ہے جو خاندان تیموری سے ہے ابراہیم ذوق سے اصلاح شعر کی لیتے ہیں۔ بالفعل شاید قلعہ مبارک میں رہتے۔

۲۴۵ ۔ قبول ۔ تخلص عبدالغنی بیگ کا۔ مولد اس کا کشمیر ہے وہ فارسی شعر کہتا ہے۔ گاہے گاہے ریختہ بھی اسکی زبان سے تراوش کرتا ہے (۱ شعر)

۲۴۶ ۔ فدا ۔ مرزا فدا حسین ولد آسا مرزا پوتا نواب حاتم خاں کا۔ وہ درمیان فن رمل کے لاثانی رمال تھا بلکہ طب وغیرہ علوم میں بھی پسندیدہ جوانی تھا۔ بائیس برس کی عمر میں درمیان سنہ ۱۷۹۳ء کے موجود تھا۔ اولاً قمر الدین منت سے اصلاح لیتا تھا پھر اسکے بیٹے سے اصلاح لیا گیا بعد ازاں مصحفی کی نظر سے شعر گذرانتا تھا۔ (۶ شعر)

۲۴۷ ۔ جعفری ۔ تخلص میر باقر علی پسر دوم میر قمر الدین منت کا چھوٹا بھائی میر

نظام الدین ممنون کا۔ ایک جوان تھا بہ حلیہ حلم اور ادب کے آراستہ اور خلق و صلاح کے زیورسے پیراستہ۔ بڑے بھائی اپنے سے مشق سخن کرتا۔ بروقت مراجعت سفر حجاز کی راہ میں فوت ہوا۔ (۶ شعر)

۲۴۸۔ جعفری۔ تخلص ایک مرد کا ہے ممالک شرقیہ سے یہ قطعہ دوبیت کا بلدہ سردز نگر کی تاریخ میں اسنے کہا ہے۔ ؎

بنی ہے تازہ یہ آبادی سے در فزا ؛ بجاہ و دولت و اقبال و شان و شوکت و فر
کہی ہے میں نے بھی یہ جعفری عجب تاریخ ؛ رہے ہمیشہ یہ آبادی سردر نگر

۲۴۹۔ جگنو۔ میاں جگنو[1]۔ یہ شاعر افغان خان بستی (؟) (باسطی) کا ماموزادہ تھا وہ ہندوستان کے مغرب میں درمیان حکومت محمد شاہ بادشاہ کی عملداری میں رہتا تھا۔ میر تقی کا شاگرد تھا (شعر ندارد)

۲۵۰۔ جوہری۔ تخلص ایک جوہری بچہ کا ہے۔ رہنے والا شاہجہاں آباد کا قاسم لکھتا ہے کہ تازہ شوق شعر گوئی کا اسنے بہم پہنچایا ہے۔ (۳ شعر)

۲۵۱۔ جوان[2]۔ تخلص مرزا نعیم بیگ نام۔ اصل اسکی شاہجہاں آباد چند ایام سے سرکار دولت مدار مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے میں درمیان لکھنو کے جاکر خواصوں میں نوکر ہوگیا تھا۔ اور مشق سخن میاں غلام ہمدانی مصحفی سے کرتا تھا مدت ہوئی کہ اس دار فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔ (۶ شعر)

۲۵۲۔ جوان۔ تخلص ایک جوان نیک نہاد خدایاد شیریں کلام مجیب اللہ نام کا ہے۔ آزاد منش اولاد امجاد حضرت اسرائیل سے بقدر ضرورت شد و بود سے تھوڑا سا

---

[1] میاں جگنو خالہ زادہ شیر افگن خاں باسطی کا "ع"
[2] دیکھو شاعر ۲۳۴

بہرہ ور اور مسائل دینیہ سے لابدیہ گونہ باخبر۔ خیال طبابت کا بھی سر میں رکھتا ہے اور گاہ گاہ استفادہ اس فن شریف کا میر عزت اللہ عشق فرزند دلبند حکیم قدرت اللہ خاں قاسم سے کرتا تھا۔ وطن اس کا حضرت دہلی پیشہ اس کا معلم گری (۴ شعر)

۲۵۳۔ جوشش۔ تخلص شیخ محمد روشن تازہ خیال کرنے والوں عظیم آباد سے ہے۔ شعر اس کا صاف اور بے غش۔ فکر اس کا دل پذیر اور دلکش طریق اختیار کیا ہوا۔ اس کا پسندیدہ اور طور پسندیدہ اسکے برگزیدہ اور باوجود اس فن عروض میں بہت مہارت دلخواہ رکھتا تھا۔ (۲۳ شعر)

۲۵۴۔ جوشش[1]۔ تخلص محمد عابد کا۔ اصحاب تذکرہ نے اسکو ابنائے جسونت ناگر عظیم آبادی سے لکھا ہے۔ مولد اس کا عظیم آباد ہے صاحب دیوان ہے۔ درمیان ۱۱۹۴ھ میں اس نے اپنے شعروں کا انتخاب کرکے علی ابراہیم کے پاس بھیجا تھا۔ (۲ شعر)

۲۵۵۔ آمین۔ خواجہ محمد امین الدین خاں خلف قاضی وحید الدین خاں کا جو کہ قاضی القضاۃ دہلی کے نجیب اللہ کے وقت میں تھے۔ مرد صلاحیت شعار برگزیدہ اطوار ہے اصل اسکی کشمیر جنت نظیر۔ مرزا جہاں دار شاہ کی سرکار میں درمیان زمرۂ خواصوں کے ذکر تھا۔ علی ابراہیم سے اسکی ملاقات تھی وہ بھی اپنے عہد میں درمیان خوش کلامی اور نظم کے نامور آدمیوں میں منسلک تھا۔ کہتے ہیں کہ اشعار دل پذیر بہت رکھتا ہے۔ ہم کو صرف ایک شعر ہاتھ آیا ہے۔ واقع میں اشعار اسکے بہت دل پذیر ہیں اس کا طور سادہ گوئی ہے۔ اور وہ صاف صاف لکھتا ہے۔

---

[1] محمد عابد کا تخلص دل تھا اور یہ جوشش کا بھائی ہے "ع"

وہ درمیان دہلی کے ہمسایہ مصحفی کا تھا اسکے مشاعرہ میں بھی جایا کرتا تھا درمیان ۱۱۹۳ھ کے موجود تھا اس عہد میں دار الشفا بادشاہی کا داروغہ تھا۔ ایک ہزار ایک سو چوراسی ہجری کے بعد خدمت چند سال کے بیر مینا تو دَانا دانہ مثل صوفیوں کے بسر اوقات کرنے لگا (کذا) اسکے اشعار کا ایک دیوان بھی مرتب ہوا ہے۔ (۱ شعر)

۲۵۶۔ جنون۔ تخلص مرزا نجف علی خاں خلف مرزا محمد علی خاں دیوانہ تخلص کا ہے۔ کہ باپ اور بیٹا دونوں بنارس کے ہیں۔ مرزا محمد علی خاں اس کا باپ وقتیکہ وارد دہلی ہوا تھا اور سرشتہ داری بورڈ پر مامور تھا نواب مصطفی خاں شیفتہ سے ملاقات ہوئی تھی چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ علاقہ تحصیلداری اور سرشتہ داری وغیرہ کے مناصب جلیلہ سرکار انگریزی کے ہیں اکثر اسکو ہوتے رہے ہیں۔ اندنوں میں نہیں معلوم کہ کہاں ہے۔ (۲ شعر)

۲۵۷۔ جنون۔ تخلص محمد فخر الاسلام کا جوکہ بزرگ زادوں اور مشائخ زادوں شاہجہاں آباد سے شمار کیا جاتا ہے۔ خانوادہ پیر زرگ سے اور شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے شوق تازہ اس فن شریف میں بہم پہنچایا ہے لیکن قاسم نے لکھا ہے کہ کم کم کہتا تھا (۱ شعر)

۲۵۸۔ جنون۔ تخلص شاہ غلام میر تقی[۱] (؟) آبادی کا کہتے ہیں کہ یہ ایک درویش ہے فرخندہ خصال بہت صاحب کمال آدمی وہاں کے صحبت اس بزرگوار سے اکثر فیض اندوز اور وہ بسبب میل طبیعت کے گاہ گاہ ریختہ گوئی سے فیروز۔ (۲ شعر)

۲۵۹۔ جنوں۔ ایک جوان حبکا حضرت دہلی مقام میر فضل[۲] علی اس کا نام جوکہ ابتدا

۱؎ مرتضیٰ " ع " ۲؎ فضل علی ؟ " ع "

میں مست تخلص کرتا تھا کتاب خوانی ایام محرم الحرام میں سلیقہ رکھتا ہے اور سپاہگری میں ایام بسر کرتا ہے۔ اب زمانہ نے اسکو بہت شکستہ کیا مشق سخن میر اماق اسد سے کرتا تھا۔ بعد رحلت میر امانی کے شیخ ولی اللہ محبتؔ (؟) سے اصلاح لیتا تھا۔ (۳ شعر)

۲۶۰۔ چنداؔ۔ تخلص معشوقہ شیریں شمائل نیکو خصائل محبوبہ بازاری رقاصہ روشن اندام مہ لقا نام کا ہے کہتے ہیں کہ یہ حیدرآباد میں بہ نہایت تزک تنعم کے ایام کرتی ہے اور قریب پانسو آدمی سپاہی اور سناگرد پیشہ وغیرہ کے ملازم رکھتی ہے اور عشوہ اور ناز سے آدمیوں کے دلوں کو چھین لیجاتی ہے۔ لیکن سر اسکا کسی سے نیچا نہیں ہوتا شعر لے دل ازاں حریص الطبع اسکی مدح میں اشعار کہہ کر لے جاتے ہیں جائزات اچھے پاتے ہیں۔ اور وہ رنڈی بطور مردوں کے ورزش کرتی ہے۔ گھوڑا دوڑاتی ہے اور ناوک بازی و سناکاری (سنان کاری) مژگاں سے گذر کر تیر اندازی اور نیزہ بازی سے میدان میں مشغول ہوتی ہے غرضکہ نہایت ہوشمند اور پختہ کار نادر العصر اور عجوبۂ روزگار ہے ایک دیوان حمد و نعت مشتمل اوپر اکثر انواع سخن کے رکھتی ہے۔ اور اپنی فکر کے عروس کو نظر شیر محمد خاں ایمانؔ سے گذرانتی ہے۔ صاحب دیوان ہے ایک جلد اسکی سرکار کمپنی کے کتب خانہ میں درمیان انگلینڈ کے موجود ہے۔ یہ کتاب اپنے ناچ میں کپتان میلکم صاحب کو اسنے بطور نذر پہلی اکتوبر ۱۷۹۹ء میں دی تھی (۲ شعر)

۲۶۱۔ جولاںؔ تخلص میر حسن علی خاں نام کا۔ یہ ممالک جنوبیہ میں اچھی طرح اپنے ایام بسر کرتا ہے اور ہر ایک شخص سے بہ آدمیت اور حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ (۷ شعر)

نحب صحیح "رہا"

۲۶۲۔ جولاںؔ تخلص میر بہادر علی شاہ دہلوی جو کہ اپنے وقت میں فن تیر اندازی میں مشہور و معروف تھا۔ (۱ شعر)

۲۶۳۔ جوشؔش۔ تخلص رحیم اللہ نام مشہور رحمو ایک شخص تھا عامی بازاری شاگردان مرزا فدوی کے سے بعد رحلت ان کے کہتا تھا کہ میاں غلام ہمدانی مصحفی سے میں نے اصلاح لی تھی اور ایام ہولی میں معطلانہ آزاد ہو کر کوچہ و بازار میں غزل خوانی کرتا تھا۔ قاسم لکھتا ہے کہ مدت ہوئی معلوم نہیں کہ کہاں ہے ۱۱۹۳ھ کے درمیان دہلی کے تھا۔ (۲ شعر)

۲۶۴۔ جوہرؔ۔ تخلص مرزا امجد علی ایک شخص ہے۔ طائفہ قزلباش سے مولد اس کا دہلی درمیان دہلی کے جو ایک فساد ہوا تھا اس میں وہ مارا گیا۔ فارسی اور اردو میں دونوں شعر کہتا تھا۔ (۱ شعر)

۲۶۵۔ اظہرؔ۔ میر غلام علی اظہر دہلوی میر شمس الدین فقیر کے ایک مریدوں میں سے کہتے ہیں یہ شاعر اپنے تئیں بہت کھینچتا تھا۔ بعد چندے مقیم ہونے کے بیچ مرشد آباد صوبہ بنگالہ کے بسبب ناموافقت آب و ہوا کے بیچ عظیم آباد صوبہ دہلی کے چلا گیا تھا۔ جہاں کہ عملداری شاہ عالم بادشاہ کی میں فوت ہوا اس شاعر نے کئی تصنیفات اپنی سے فارسی اور اردو میں یادگار چھوڑی ہیں (۱ شعر)

۲۶۶۔ سجادؔ۔ تخلص میر سجاد اکبر آبادی کا ہے۔ یہ مرد با حلم طالب علم تھا استعداد اچھی رکھتا تھا علوم درسیہ کے پڑھنے میں ہمت کام میں لاتا تھا وارد حضرت دہلی ہوا اور مجلس مشاعرہ کی اپنے گھر میں منعقد کرتا تھا۔ یہ شعر اس کے ہیں۔ شاگرد آبرو کا ہے۔ اور اسی کے طریق کا پیرو۔ (۵ شعر)

۲۶۷۔ سحرؔ۔ تخلص محمد خلیل خاں دکھنی کا ہے یہ عمدہ زادوں میں دکھن کے شمار کیا جاتا ہے اور حال اس کا یہ ہے، شیریں گفتار، قدر شناس صاحب ہوش

ہے ۔۔ شعر اسکے جوگوش زد ہوئے ہیں حکیم قدرت اللہ خاں نے اپنے تذکرہ میں لکھے ہیں۔

۲۶۸ ۔ سخن حکیم مرزا محمد حسین کا تخلص حسین ہے اصل اسکی خطہ کشمیر ہے اور وہ شاہجہان آباد میں پیدا ہوا مرد خوش خلق شاعر متواضع اور طبیب بھی تھا۔ شعر فارسی اور اردو دونوں کہتا تھا۔ (۱ شعر)

۲۶۹ ۔ سخنور ۔ تخلص لالہ دیوالی سنگھ (کذا) فرزند ارجمند رائے جے سنگھ داسے کا ہے جو کہ منشی اکبر شاہ بادشاہ کا تھا۔ قاسم لکھتا ہے کہ یہ ایک جوان ہے مؤدب اور خلیق اور دوست اور شفیق ۔ اپنی اوقات اچھی طرح سے گذارتا ہے ۔ اپنے اشعار کی اصلاح میر غالب علی خاں سید المخاطب بہ سید الشعراء سے گذارتا ہے ۱۸۷۳ء میں عمر ان کی کچھ اوپر ساٹھ برس کی تھی ۔ (۳ شعر)

۲۷۰ ۔ رعیت ۔ تخلص ایک شخص کا خاندان نبوی علیہ السلام سے میر ابوالمعالی نام لکھنؤ میں اقامت رکھتا تھا۔ اور شعر اچھا اسکی شوخ طبع سے سرزد ہوتا تھا ۔ (۱ شعر)

۲۷۱ ۔ رفاقت مرزا مچھے بیگ مرحوم ۔ یہ جوان بہت خوش تقریر اور با وقار تھا اور شاگرد شیخ قلندر بخش جرأت کا عین عنفوان شباب میں رخت سفر ملک جاودانی کا باندھا ۔ اور کوچ کیا ۔ (۲ شعر)

۲۷۲ ۔ رفیق ۔ تخلص مرزا اسد بیگ کا ہے ۔ یہ ایک جوان ہے مغل نہایت بردبار سپاہی پیشہ صاحب ہنر خواصوں میں مرزا ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے ذکر ہے ۔ شاگرد حکیم ثناء اللہ خاں فراق کا ہے ۔ چند روز مجلس مشاعرہ اس نے بھی اپنے گھر میں حکیم قدرت خاں قاسم کے زمانہ میں جسکو بیس برس سے عرصہ زیادہ ہوا کی تھی ۔ (۲ شعر)

۲۷۳ ۔ رفیع ۔ تخلص رفیع الدین خاں جو کہ شیخ زادہ لکھنؤ کا ہے مراد آباد میں

آیا پھر بزیارت حرمین شریفین کے گیا۔ (۱ شعر)

۲۷۴۔ رقت ۔ تخلص مرزا قاسم علی مشہدی الاصل بعضے بزرگ اسکے کشمیر میں رہنے لگے اور وہ خود شاہجہاں آباد میں پیدا ہوا۔ چندے لکھنو میں رہا شعر اسکا اصلاح قلندر بخش جرأت کی سے اچھا ہوگیا تھا۔ (۴ شعر)

۲۷۵ ۔ رند ۔ تخلص مہربان خان مرحوم کا ہے ۔ یہ ایک چیلہ تھا نواب احمد خان بنگش کا ۔ ایام دولت نواب مذکور کے میں ۔ یہ فرخ آباد میں بشوکت تمام عیش کرتا تھا ۔ بہت سے شاعر نامور مثل مرزا محمد رفیع السوداصبکا وہ شاگرد تھا اور محمد میر سوز وغیرہ ملازم اسکی سرکار میں تھے ۔ بعد رحلت نواب بنگش کے بہ سبب نسبت دامادی کے کہ شرف الدولہ افراسیاب خان چیلہ نواب ذوالفقار الدولہ بہادر سے پیدا کی تھی دہلی میں بہ آرام تمام زندگانی بسر کرتا تھا ۔ شوق شعر اور شاعری کا بدرجہ کمال رکھتا تھا اور فن موسیقی میں دست قدرت اچھی اسکو حاصل تھی (۲ شعر)

۲۷۶ ۔ رند ۔ تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری کا ہے ۔ جوکہ تلامذین جرأت سے گنا گیا ہے ۔ (۴ شعر)

۲۷۷ ۔ رنج ۔ تخلص میر محمد نصیر جوکہ نواسہ اور سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے تھے ۔ یہ صاحب بہت نیک خصلت ، زیبا منظر پاکیزہ خو خندہ رو کشادہ پیشانی خوش زندگانی یار باش توکل پر معاش فہم درست ، شعر تیز طبع رواں اسکی سے جاری ہوتے تھے اور ہر ایک شخص سے عموماً شیریں زبانی سے پیش آتے تھے اور اسمیں معروف و مشہور بہت تھے ۔ ہر ایک شخص ان کو جانتا ہے ۔ دو تین دفعہ راقم کی ملاقات بھی ہوئی تھی بہت شفقت اور مہربانی سے پیش آئے ہر دوسری تاریخ مہینے کو مجلس

راگ کی ان کے ہاں ہوا کرتی تھی اور علم موسیقی میں ان کو بہت کمال تھا۔ یعنی اس شہر میں ہمارے زمانہ میں کوئی بجز ان کے اس علم سے اتنا واقف نہ تھا جتنے کہ وہ تھے۔ عمران کی ساٹھ سے زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ ہوئی دوسری تاریخ شوال کے مہینے ۱۲۶۱ھ کو وفات پائی۔ ان کے سجادہ نشین بالفعل ان کے نواسے ہوئے کیونکہ ان کے خاندان میں کوئی بجز ان کی اولاد کے مسند توکل پر نہیں بیٹھ سکتا الا وہ کہ ان کی نسل سے تو اور وہ نہیں تھا مگر ایک نواسہ جو علم سے بہرہ رکھتا تھا وہ مسند نشین ہوا۔ (۴ شعر)

۲۷۸۔ رنگین۔ تخلص پورن لعل کا یہ شاہجہاں آبادی کا ہے جو کہ آزادانہ ایام بسر کرتا تھا۔ (۱ شعر)

۲۷۹۔ رنگین۔ سعادت یار خاں رنگین۔ روم کے رہنے والے اسکے بزرگ تھے اور وہ ہندوستان میں پیدا ہوا تھا۔ باپ اس کا طہماسپ بیگ خاں بہادر اعتقاد جنگ بہ سبب افراط و تفریط زمانہ ناہنجار کے بہت بڑی مشقت میں پھنس کر کہ جس کا حال لکھنے سے طول ہو جائے گا لاہور میں پہونچا۔ خاص نوکروں نواب معین الملک بہادر المعروف بہ میر منو خلف الصدق وزیر الممالک اعتماد الدولہ شہید کے نوکر ہوا۔ بعد گزر جانے اس نواب کے چند سو سوار جرار کا افسر سرکار دولت مدار نجیب الدولہ بہادر اور ضابطہ خاں اور ذوالفقار الدولہ کی نوبت بہ نوبت ہوتا رہا۔ بہ آرام عیش سے زندگی کرتا رہا اور آسودہ رہا کرتا۔ یہ شخص آپ بھی بادشاہ زادوں کی سرکار میں ملازم رہا مگر چند ایام سے ترک کر کے گوشہ نشین ہو گیا تھا۔ حاصل کلام۔ ایک نوجوان تھا۔ خوش آئندہ (کذا) رند مشرب صاحب ثروت نہایت خلیق یار باش شاگرد شیخ ظہور الدین حاتم کا اور بعد رحلت حاتم کے میاں محمد امان نثار سے جو کہ شاگرد حاتم کا تھا۔ اصلاح لیتا رہا اور میر انشاء اللہ خاں انشا سے ہم صحبت

رہتا تھا۔ چار دیوان اس کے موجود ہیں ایک دیوان میں غزلیات ایک میں ریختہ ایک میں ہزلیات ایک میں عورتوں کی زبان کی گفتگو جسکو ریختگی (کذا) کہتے ہیں اور دیوان ہزلیات میں ایک قصیدہ شیطان کی مدح میں لکھا ہے اور بجائے بسم اللہ کے نعوذ باللہ اس پر لکھی ہے اور سوا اسکے چند مثنویات بھی اس کی یادگار ہیں اور ایک رسالہ نثر میں لکھا ہے جس کا نام مجالس رنگین ہے اس میں سب شعرا کی خبر لی ہے حتیٰ کہ شیخ شیراز علیہ الرحمۃ تک کم مایہ اور سفاہانہ گفتگو کی ہے۔ عجب طرح کا شوخ مزاج اور ہزل گو اور شریر تھا کہ اسکے اشعارات (کذا) سے خوب واضح ہوتا ہے۔ ۱۲۵۱ھ میں فوت ہوا۔ عمر اس نے اسی (۸۰) برس کی پائی۔ یہ بات نادرات سے ہے کہ جس سال وہ مرا اس سال اس نے سب لوگوں سے بیان کیا کہ اس سال میں مروں گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو کیونکر معلوم ہوا۔ کہا کہ مدت ہوئی تاریخ میری وفات کی میری زبان پر آپ ہی نکل آئے تھے اور وہ سال یہی ہے اور کہا کہ میرے استاد حاتم کو بھی یہی پیش آیا تھا یعنی اسکو بھی آپ ہی آپ معلوم ہو گیا تھا اور پھر اسی سال میں مر گیا۔ یہ چند شعر اس کے دیوان ریختہ سے منتخب کئے ہیں اور اشعارات (کذا) میں تو بہت بڑے ہزل بھرے ہوئے ہیں۔ (۱۰ شعر)

۲۸۰۔ رونق۔ تخلص میر غلام حیدر نام کا ہے۔ یہ رہنے والا عظیم آباد کا ہے کہتے ہیں کہ مرد نیک ذات حمیدہ صفات پاکیزہ اعمال تھا۔ (۲ شعر)

۲۸۱۔ حسن۔ مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خاں بہادر کا یہ ایک جوان نیک خلق خوش قماش۔ زیبا منظر یار باش تھا۔ گاہ گاہ اس کی طبع سے شعر ریختہ بھی تراوش کرتا تھا (۲ شعر)

۲۸۲۔ ہادی۔ سید محمد جواد میر ہادی شیخ فرحت بموجب رائے علی ابراہیم

کے اس کی کچھ قدر نہیں کرتا وہ رفقائے نواب عماد الملک سے تھا ۱۲۱۵ھ میں فوت ہوا۔ ایک دیوان اس کا یادگار ہے۔ مصحفی اس کے استعداد کی داد دیتا ہے۔ وہ اول نواب مذکور کی سرکار میں ملازم تھا پھر گوشہ نشین ہوا۔ جب دہلی میں مشاعرہ مصحفی کرتا وہ بھی آیا کرتا تھا۔ (۱۰ شعر)

۲۸۳۔ بیتاب۔ تخلص خداوندی خاں چھوٹا بھائی سعادت یار خاں رنگین کا شاگرد میر نظام الدین ممنون کا ہے۔ اصلاح سخن اس سے لی (۱ شعر)

۲۸۴۔ حسن۔ تخلص حسن علی خاں سوائے اسکے کہ رہنے والا کشمیر کا ہے اور اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔ (۱ شعر)

۲۸۵۔ حسین۔ تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبدالعلا ابتدائے حال میں تخلص اس کا عزیز تھا۔ چندے درمیان میرٹھ کے رہا ایک فرنگی کو پڑھایا کرتا تھا۔ اور کلکتہ کو بھی گیا تھا۔ (۱ شعر)

۲۸۶۔ حسین۔ تخلص نواب غلام حسین خاں طائفہ افاغنہ سے ہے اور روز سائے شاہجہاں پور سے لکھا ہے۔ کہ آداب اور اخلاق درست رکھتا تھا۔ (۳ شعر)

۲۸۷۔ حمزہ۔ تخلص حمزہ علی کا ہے۔ یہ ایک شخص ہے قصبہ اٹاوہ میں جو کہ معلمی سے ایام بسر کرتا ہے۔ خوش خلق، اور یارباش سننے میں آیا ہے۔ (۲ شعر)

۲۸۸۔ حمایت۔ تخلص ایک شخص کا ہے۔ جو کہ حیدرآباد میں فن شاعری میں مشہور تھا اور اکثر قصاید کہتا تھا۔ (۲ شعر)

۲۸۹۔ حیران۔ یہ تخلص میر حیدر علی شاہجہاں آباد کا ہے جس نے ایک عمر ملک شرقیہ میں بسر کی اور رسالہ راجہ ٹکیت رائے میں درمیان بلدہ لکھنو کے بیچ جرگہ سپاہیوں کے نوکر تھا۔ شاگرد مسرب سنگھ (سکھ) دیوانہ کا ہے اچھا کہتا ہے

لیکن دعوی باطل شاعری کا اسکے دماغ میں بہت تھا۔ مقتدیٰ بھی اس کے انتخاب سے ہوتے ہیں ضلع بجاد (کذا) میں مارا گیا اور قاتل کو بھی ساتھ لے گیا۔۔ (۱۲ شعر)

۲۹۰ ۔ وِلّا ۔ مرزا لطف علی ولا مظہر علی خاں ولا کے نام سے بھی مشہور ہے وہ بیٹا سلیمان علی کا ہے۔ یہ مشہور مصنف متوطن دہلی کا تھا۔ جہاں وہ بڑا عہدہ رکھتا تھا۔ طپش کا شاگرد ہے۔ مصحفی سے بھی اصلاح لیتا تھا اور ممنون سے بھی لی ہے۔ ۱۲ ۔ ۱۸۱۱ء میں درمیاں کلکتہ کے تھا اس کا ایک دیوان قصائد اور مطلعات کا ہے۔ ایک کتاب اخلاق ہندی اسکی تصنیف سے ہے جس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا ہے۔ ایک ترجمہ پند نامہ سعدی کا ۱۲۱۵ھ میں درمیان زبان اردو کے اسنے کیا۔ ایک قصہ مادھونل جس میں سری لُوجی نے بھی تائید کی تھی اسکی تصنیف سے ہے ایک ہندی ترجمہ بتیال پچیسی کا اور تاریخ شیر شاہی فارسی سے ترجمہ کی ہوئی اسکی ہے۔ اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ ترجمہ ہفت گلشن بھی اسکی تصنیف سے ہے (۱ شعر)

۲۹۱ ۔ شرف ۔ تخلص شیخ شرف الدین کا ہے جو قدم شریف میں باہر دہلی کے رہتا تھا کارکروڑ کا اس سے متعلق تھا۔ بہت مرثیہ اور مناقب لکھا کرتا تھا۔ (۱ شعر)

۲۹۲ ۔ شفیق ۔ تخلص مظہر علی خاں شاگرد شناءاللہ خان فراق کا جوکہ شاگرد خواجہ میر درد کا تھا۔ (۱ شعر)

۲۹۳ ۔ شکوہ ۔ تخلص محمد رضا لکھنوی کا ہے جوکہ شاگرد مرزا قتیل کا ہے (۲ شعر)

۲۹۴ ۔ شگفتہ ۔ تخلص بدھ سنگھ شاگرد کھورے خاں آشفتہ کا ہے (۱ شعر)

۲۹۵۔ شوق۔ تخلص شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی کا منشی مرزا مظہر بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت کا تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دیوان ریختہ اور ایک دیوان فارسی کا اس نے جمع کیا ہے۔ اور ایک کتاب مسمیٰ قوانین سلطنت اسنے تصنیف کی ہے۔ اسنے درمیان ۱۲۴۱ھ کے وفات پائی (۲ شعر)

۲۹۶۔ شیدا۔ تخلص خواجہ ہنگا کا۔ اصل اسکی کشمیر ہے۔ وہ علاقہ بند تھا اسی پیشہ سے گذران معیشت کرتا رہتا تھا۔ میر محمدی بیدار کے شاگردوں میں ہے (۱ شعر)

۲۹۷۔ شیفتہ۔ تخلص حافظ عبدالصمد کا خاندان اہل علم سے تھا وہ سپاہی وضع تھا۔ بھورے خاں آشفتہ سے اصلاح شعر کی لیتا تھا۔ (۱ شعر)

۲۹۸۔ صاحب۔ تخلص مظفرالدولہ ممتازالملک نواب ظفریاب خاں بہادر بیٹا سمرو فرنگی کا جو فرانسیسی تھا اصلاح شعر خیراتی خاں دلسوز سے لیتا تھا جن ایام میں کہ درمیان شاہجہاں آباد کے تھا مشاعرہ بھی کیا کرتا تھا۔ عین عنفوان شباب میں فوت ہوا۔ اسکو قریب بیس۲۰ برس کے ہوئے کہ اس جہان سے رحلت کی۔ (۱ شعر)

۲۹۹۔ صادق۔ تخلص صادق علی کا ہے جو کہ فوجدار خاں بیلیاں بادشاہی سے کچھ رشتہ رکھتا ہے۔ یہ شخص چونکہ شاگرد انشاءاللہ خاں کا ہے اسواسطے اسکو طبقہ تیسرے میں لکھتا ہوں والا نہ وہ ہمارے زمانہ میں موجود تھا۔ (۱ شعر)

۳۰۰۔ عاجز۔ تخلص الفت خاں ایک شخص کا ہے جو خورجہ کا رہنے والا پٹھان قوم سے ہے۔ یہ شعر اس کا دیکھنے میں آیا ہے اور حال معلوم نہیں ہوا۔ (۱ شعر)

۳۰۱۔ عاجز۔ تخلص زوراآور سنگھ کھتری پوتا سندرام (کذا) مخلص کا۔ شاگردوں شیخ نصیرالدین عزت سے ہے۔ (۱ شعر)

۳۰۲۔ عاشق۔ تخلص مہدی علی خاں پوتا نواب علی مردان خاں مرحوم کا

ہے۔ صاحب فتوت اور اخلاق اور صفات حمیدہ کا مشہور آدمی ہے۔ دس برس تک مستقل مشاعرہ کرتا رہا اعظم الدولہ کہتا ہے کہ اس کا ایک دیوان بھی ہے اس میں قریب دو ہزار شعر کے ہیں۔ حقیقت میں وہ ایک جلد ہے جس میں تین دیوان ریختہ کے اور ایک دیوان فارسی اور حملہ حیدری اور چند مثنویئں (کذا) ہیں۔ (ا شعر)

۳۰۳۔ عاشق۔ تخلص شیخ نبی بخش اکبرآبادی خلف شیخ محمد صلاح کا ہے وہ نظیر اکبرآبادی کا شاگرد ہے۔ (۲ شعر)

۳۰۴۔ عسکری۔ تخلص مرزا عسکری کا ہے جو شاگردان شاہ قدرت اللہ[1] مرشد آبادی سے شمار کیا جاتا ہے۔ (ا شعر[2])

۳۰۵۔ عشق۔ تخلص شیخ غلام محی الدین کا جو مبتلا بھی تخلص کرتا ہے۔ میرٹھ کا رہنے والا ہے اسکی لطائف بہت ہیں۔ شیفتہ نے ایک دیوان اس کا دیکھا ہے۔ میں نے ایک دیوان اس کا دیکھا ہے لیکن وہ بہت چھوٹا دس جزو کا تھا شاید وہ اسی کا ہو (۵ شعر)

۳۰۶۔ عشرت۔ تخلص میر غلام علی بریلوی کا ہے اس نے مرزا علی لطف سے اصلاح شعر کی لی ہے۔ جو کہ مرزا رفیع کا شاگرد تھا۔ صاحب دیوان ہے۔ ۵ + ا شعر) یہ غزل (فوج ابھی سے ہے الخ) بہت مشہور ہے اور قوال بھی اور کنچنیاں بھی گاتی ہیں۔

۳۰۷۔ عظیم۔ تخلص مرزا عظیم بیگ اصل اسکی توران ہے لیکن وہ دہلی میں پیدا ہوا اسی جائے پرورش پائی۔ شاہ حاتم کے شاگردوں میں سے ہے اسکو شاعری کا بہت غرور تھا اچھے شاعروں میں سے نہ تھا میں نے اس کا ایک دیوان دیکھا ہے کوئی شعر اس کا اچھے شعر کے اشعار نہیں پایا۔ نیز آدمیوں کی بول چال اور محاوروں کا استعمال بہت کم تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مرزا سودا سے غلط (ذ) ابھ

---

[1] شعر جو نقل کیا گیا ہے۔ ~ کہنے کو ادھر ادھر گئے ہم + تیری طرف جدھر گئے ہیں۔

[2] دراصل یہ شعر عشق کا ہے۔ دیکھو گلزار ابراہیم۔ ورق ع ‘‘

شجاع الدولہ مرحوم کے گھر پر مشاعرہ تھا اس مجلس میں انشاء اللہ خاں اور عظیم مذکور تھا اور شعرا اس دیار کے حاضر تھے۔ عظیم نے بسبب بے علمی کے یہ غلطی کی تھی کہ ایک غزل جو طرح کی کہی تھی وہ تمام غزل بحر ہزج سے تھی مگر ایک شعر بحر رمل سے بنا لایا تھا۔ یہ غلطی بسبب نادانستگی علم عروض کے اس سے ہوئی تھی۔ انشاء اللہ خاں نے اس شعر پر اعتراض کیا اور کہا کہ اسکی تقطیع کر دیجئے وہ بچارا عروض سے چونکہ ناواقف تھا تقطیع نہ کر سکا۔ اس لئے اسکو بہت خفت ہوئی اور سب شعرا میں ذلیل ہو گیا۔ دوسرے روز اسکے گھر پر جا کر ایک مخمس انشاء خاں کی ہجو میں کہا جس میں ایک مصرع یہ لکھا ہے،

ع نیری زباں سے آگے نہ دہقاں کا ہل چلے

وہ مخمس بہت اچھا ہے اگر خوف تطویل نہ ہوتا سب نقل کر دیتا۔ غرضیکہ شاعر ظریف تھا مگر علم عروض اور شعر کے واسطے جو علم چاہیے وہ اسکو حاصل نہ تھا۔ محاورات بھی اس کے اچھے نہیں ہیں۔ اس کی وفات کو قریب بیس برس کے گذرے ہوں گے۔ (۷ شعر)

۳۰۸ - عیش۔ تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی کا۔ وہ میر سوز کا شاگرد ہے اسی سے اصلاح لی ہے۔ (۱ شعر)

۳۰۹ - غالب۔ تخلص کرم اللہ بہادر بیگ خاں خلف نیاز بیگ خاں جو کہ اکابر روسا دودہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم سے ہے۔ بعد وفات اپنے باپ کی اس نے بہت روپیہ خرچ کر دیا قبل اندھا ہونے شاہ عالم کے یعنی جن ایام میں کہ غلام قادر نے بادشاہ کی آنکھیں نکالیں اس سے اول اپنے گھر میں مشاعرہ کرتا تھا۔ سب شعرا کو کھانا کھلاتا۔ بعد محفل مشاعرہ کے ناچ کرواتا۔ رنڈیاں ناچتیں، ناکسی

یں بھی شعر کہا کرتا تھا۔ ۱۲۱۸ھ میں اس نے وفات پائی۔ (۲ شعر)

۳۱۰۔ غنیؔ ۔ تخلص شیخ عبدالغنی کا ہے جو کہ رہنے والا تھا متعلقات بہار یلد کا ہے۔ (۱ شعر)

۳۱۱۔ فارغ۔ تخلص مکند سنگھ، رہنے والا بریلی کا شاگرد حاتم کا ہے۔ درمیان اٹھارہویں صدی کے موجود تھا۔ (۱ شعر)

۳۱۲۔ فراسو۔ تخلص نام بھی اس کا فراسو ہے۔ وہ نصارٰی تھا سرکار زیب النساء بیگم زوجہ سمرو فرانسیسی کی میں اچھے عہدہ پر مامور تھا بالفعل مرٹھ (میرٹھ) میں عہدہ تحصیلداری پر موجود تھا۔ خیراتی خاں دلسوز سے اصلاح شعر کی لیتا تھا۔ (۱ شعر)

۳۱۳۔ فرہادؔ۔ تخلص میر بیر علی فیض آبادی کا ہے جو کہ میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر کا شاگرد ہے۔ (۱ شعر)

۳۱۴۔ فضلؔ ۔ تخلص فضل مولٰی خاں لکھنوی کا ہے۔ یہ شخص بہت خوش وضع اور نیک سیرت اور جوان زیبا صورت خوش اختلاط گرم جو تھا۔ شاہجہاں آباد میں بھی آیا تھا۔ اکبر شاہ کی مدح میں اس نے ایک قصیدہ پڑھا تھا۔ یہ وہ بادشاہ ہے جو بادشاہ حال دہلی کے والد تھے، بادشاہ مذکور نے اسکو خطاب وحید عصر افضل الشعراء دیا اور کسی نے اسکی جہالت سے آگاہی نہ پائی۔ آخر کو بازاری گفتگو اس نے بولنی شروع کی اور لاف وگزاف بیہودہ بکنے لگا۔ آخر کو کلکتہ گیا وہاں سے پھر نواب مرشدآباد کی سرکار میں ملازم ہوا۔ افسوس کہ نوجوان فوت ہوا۔ تاریخ وفات تک اطلاع نہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ شاید پچیس یا چھبیس برس کے قریب فوت ہوں گے۔ (۲ شعر)

۳۱۵۔ قرار۔ تخلص جان محمد کا ہے جو وزیر الممالک بہادر کی سرکار میں نقیبوں میں نوکر تھا۔ شاہ شرف الدین مضمون کے شاگردوں میں ہے۔ (۱ شعر)

۳۱۶۔ قسمت۔ تخلص شمس الدولہ خلف نواب بارگار قلی خاں کا ہے اسنے جعفر علی حسرت سے اصلاح لی ہے۔ یہ شخص امراء کے لکھنو سے ہے۔ مرزا جہاندار شاہ کی سرکار میں ملازم تھا۔ (۲ شعر)

۳۱۷۔ قمر۔ تخلص مرزا قمر الدین معروف مرزا حاجی کا جوکہ چھوٹا بیٹا مرزا تقی ہوس کا تھا۔ اسنے اصلاح اشعار مرزا قتیل سے لی ہے۔ (۳ شعر)

۳۱۸۔ گرفتار۔ تخلص سنگی بیگ کا باشندہ دہلی۔ شاگرد حاتم کا ہے۔ (۱ شعر)

۳۱۹۔ گمان۔ تخلص ایک شخص کا ہے جو اشرف علی خاں فغاں کے شاگردوں میں تھا نام اس کا معلوم نہیں ہوا۔ (۱ شعر)

۳۲۰۔ گنا بیگم۔ ایک عورت خاندان بزرگ کی ہے جوکہ جورو نواب اعتماد الملک غازی الدین خاں نظام کی تھی۔ حسب الحکم اپنے شوہر کے میر قمر الدین منت سے اصلاح لیتی تھی۔ (۲ شعر)

۳۲۱۔ کوچک۔ تخلص شاہزادہ مرزا وجیہہ الدین مرحوم کا ہے جن ایام میں وہ بلاد شرقیہ میں تھا وفات پائی۔ اس کا تابوت دہلی میں لاکر سلطان المشائخ سلطان جی کی خانقاہ میں جو دہلی سے تین کوس پر واقع ہے۔ دفن کیا۔ (۱ شعر)

۳۲۲۔ ممنون۔ نام اس کا معلوم نہیں ہوا مگر وہ عظیم آباد کا رہنے والا ہے۔ میر ضیاء الدین ضیا سے اصلاح لی ہے۔ (۱ شعر)

ے یہ اطلاع غلط ہے۔ مرزا جعفر کے بیٹے تھے" (ع)

۳۲۳۔ محب۔ تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی کا ہے۔ لکھنؤ میں درمیان ۱۲۰۷ھ کے فوت ہوا۔ سودا کا شاگرد تھا اور سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر میں ملازم تھا۔ صاحب دیوان ہے۔ (۴ شعر)

۳۲۴۔ محبت۔ تخلص میر بہادر علی۔ وہ ثناء اللہ خاں فراق کے شاگردوں میں سے ہے۔ (۲ شعر)

۳۲۵۔ محترم۔ خواجہ محترم علی خاں رؤسائے عظیم آباد سے ہے۔ شاہ گھسیٹا تخلص بہ عشق سے اصلاح لیتا تھا۔ (۵ شعر)

۳۲۶۔ مدحت۔ لکھنوی ایک شاعر ہے جو جعفر علی حسرت کا شاگرد تھا۔ (۱ شعر)

۳۲۷۔ مدہوش۔ نام اس کا معلوم نہیں ہوا۔ میر سوز کے شاگردوں میں سے ہے۔ (۱ شعر)

۳۲۸۔ مرزا۔ تخلص مرزا سنا نام اس کا حکیم میر فضل اللہ ساکن قصبہ بانی بت مہارت طب میں بہت رکھتا تھا۔ اور شعر فارسی بھی کہتا تھا۔ اکثر لوگوں کو فارسی اس شخص نے اس جائے پر پڑھائی خصوصاً میرے والد نے بھی اس کی شاگردی کی ہے۔ انہی ایام میں وہ اچھے شاعروں اور فارسی دانوں اور طبیبوں میں درمیان اسی قصبہ کے قریب چالیس برس کے ہوئے فوت ہوا۔ (۳ شعر)

۳۲۹۔ مرزا۔ تخلص خواہر زادہ حکیم مرزا محمد خاں شاگرد رستم بیگ شاگر کا ہے۔ (۱ شعر)

۳۳۰۔ مستمند۔ تخلص یار علی خاں عظیم[۱] کا ہے جو مرزا بہجو کے شاگردوں میں

---

[۱] عظیم کا اضافہ غلط ہے۔ "ع"

سے تھا۔ (۱ شعر)

۳۳۱۔ مصحفی ۔ غلام ہمدانی مصحفی اصل اسکی قصبہ امروہہ مضافات مرادآباد کے۔ عنفوان شباب میں درمیان شاہجہاں آباد کے آیا۔ اسی جاے مقیم ہوکر یہاں کے لوگوں سے ملاقات پیدا کی۔ مشاعرہ بھی درمیان شاہجہان آباد کے کرتا تھا۔ آخرالامر لکھنو میں گیا۔ وہاں جاکر رہنے لگا۔ درمیان سنہ ۱۲۴۰ھ کے اسی جاے فوت ہوا۔ اسکی ابتدا آخر دورہ میرزا مرزا کے تھی۔ جرأت اور انشا سے مباحثہ بہت کرتا تھا۔ چھ[1] دیوان ریختہ اور دو تذکرہ اسکی تصنیف سے ہیں اور ایک تذکرہ فارسی کا اور ایک دیوان بھی فارسی کا اسکی تصنیف سے ہے۔ بلاد شرقیہ میں اکثر لوگوں نے اس سے اصلاح لی ہے اور وہ واقع میں مسلم استاد ہے۔ گرچہ اسکے دیوانوں میں بڑے بھلے سبھی طرح کے شعر ہیں اور یہ حال سبھی شعرا کا ہوتا ہے۔ کچھ اسکی خصوصیت نہیں ہے۔ حاصل یہ ہے کہ شعر اس کا بہت اچھا ہوتا ہے۔ چنانچہ چند شعر اس کے لکھتا ہوں گرچہ بعضے لوگوں کو اس سے حسد ہوا اور اسکی استادی کے منکر ہوں میرے نزدیک بڑا استاد اور بڑا شاعر اور اکثروں کے نزدیک بہت اچھا کہنے والا ہے۔ ایسے کم ہوتے ہیں۔ (۱۲ شعر)

۳۳۲۔ مضطرب ۔ تخلص درگا پرشاد کا ہے جو ایک کایتھ لکھنوی تھا محمد عیسیٰ تنہا کے شاگردوں میں سے ہے۔ (۱ شعر)

۳۳۳۔ مقبول ۔ تخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ یقین کا ہے جس کا حال طبقہ دوم میں گذرا۔ وہ شاہجہاں آباد کا رہنے والا ہے۔ ثناء اللہ خاں فراق کے

---

[1] اسکے آٹھ دیوان ہیں۔ "ع"

شاگردوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ (۱شعر)

۳۲۴۔ منعم۔ تخلص شیخ قاضی نور الحق کا ہے۔ بریلی کی قضا اس سے متعلق تھی وہ فارسی دان بہت اچھا تھا اسکو ریختہ کہنے کا شوق نہ تھا۔ فارسی اشعار بہت کہتا تھا۔ (۱شعر)

۳۲۵ نثار۔ تخلص محمد امان فرزند سعادت اللہ معمار کا ہے۔ کہتے ہیں کہ جامع مسجد اس کے ایک جد کی تعمیر سے ہے۔ یعنی جن معماروں نے جامع مسجد شاہجہان آباد کی تعمیر کی تھی ایک دادا اس کا بھی اس میں شریک تھا وہ بھی تعمیر کے فن کو خوب جانتا ہے۔ شاہ حاتم کے شاگردوں میں ہے۔ (۳شعر)

۳۲۶۔ نشاط۔ تخلص ایتر سنگھ عرف بسنت سنگھ کا یعنی فرزند سندر داس کا متصدی خالصہ شریفہ کا ہے وہ کہتا تھا کہ میں شاگرد انشاء اللہ خاں کا ہوں (۲شعر)

۳۲۷۔ وحشت۔ تخلص ایک شخص کا ہے جو جعفر علی حسرت کے شاگردوں میں ہے اور حال اس کا معلوم نہیں ہوا۔ (۱شعر)

۳۲۸۔ آفریں۔ تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سہارنپور سلسلہ نسب اسکے کا ساتھ امام الائمہ سراج الامت ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے منتہی ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ صنایع شعری سے خوب آگاہ اور بہت ماہر تھا۔ رسالہ مسمیٰ بہ تحفۃ الصناعۃ تصنیف کیا ہوا اسکا ہے۔ اور جمع اضافت مسمیٰ مانند چیستاں اور قصاید اور مثنوی کے نظم اس کے موجود ہیں۔ (۲شعر)

۳۲۹۔ آفاق۔ تخلص میر فرید الدین ابن بہاء الدین کا نسبت قرابت کی ساتھ شاہ سلیمان مرحوم ساکن قصبہ جلال آباد کے جو کہ معارف اور

دہلی سے ہیں رکھتے ہیں اور حال ان کا یہ ہے کہ درویش صورت، فرشتہ سیرت۔ دنیا دشمن، دین پناہ خدا دوست، دل آگاہ تھا اصل اسکی خطۂ کشمیر مولد اس کا ہندوستان جنت نظیر اور یہ صاحب یعنی فریدالدین ایک جوان تھا نہایت متین اور بنہایت رنگین ظاہر و باطن یکساں۔ چندے ممالک جنوبیہ میں ملازم منیرالملک کا رہا اور چند قصیدہ اسکی مدح میں کہے جائزہ اور انعامات بہت پائے خوش فکر اور پاکیزہ گو ہے۔ غزل طرح کی جیسی چاہیے ویسی انصرام اس سے ہوتی تھی۔ تلمیذ خاص سراپا وفاق حکیم ثناء اللہ خان فراق کا جنکا حال اوپر بیان ہو چکا۔ (۵۴ شعر)

بقیہ تعلیقات

۳۱۷۔ قمر۔ مرزا حاجی عرف نام قمرالدین احمد خاں باپ کا نام فخرالدین احمد خاں عرف میرزا جعفر۔ باپ بیٹے دونوں قتیل کے شاگرد تھے۔ قمر کو مرزا تقی ہوس کا بیٹا سمجھنا صریحاً غلط ہے۔ شیفتہ نے بھی یہی غلطی کی ہے۔ وفات ۱۲۷۵ھ (گل رعنا) مشکوک ہے ۱۲۷۰ھ کے لگ بھگ ہوگی (تفصیل: دستورالفصاحت و تذکرہ ابن امین اللہ طوفان)

۳۲۰۔ گنا بیگم۔ یہ علی قلی خاں والہ کی بیٹی تھی۔ نازک اندام۔ کہتے ہیں زہر ملا پانی پینے کی وجہ سے اچانک موت ہو گئی۔ (مسرت افزا)

۳۲۳۔ محب۔ مہربان خاں رند کے متوسلین میں تھا۔

۳۲۵۔ محترم۔ باپ کا نام خواجہ محمد خاں و برادر خواجہ عاصم خاں۔ وطن دہلی۔ علی ابراہیم خاں سے ربط تھا۔

تعلیقات

تذکرہ کریم الدین میں بیانات اور اندراجات کی غلطیاں بیشمار ہیں ان کہیں کہیں پاورقی میں اور کچھ تعلیقات میں ان پر اشارے کردیئے گئے ہیں۔ ہر شاعر کے متعلق اگر مزید معلومات فراہم کی جائیں تو ایک دفتر ہو جاتا۔ چند اضافوں پر اکتفا کی جاتی ہے۔

"ع"

۱۔ نصیر۔ یکتا مصنف دستور الفصاحت کی اطلاع کے مطابق نصیر کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا مگر علم و فن سے اسکو مطلق آگاہی نہ تھی کہا جاتا ہے کہ اپنے گم گشتہ پسر کی تلاش میں لکھنؤ آیا تھا اور قمر الدین خاں کے مشاعروں میں شرکت کی تھی طبقات کی اطلاع کے مطابق اسکی وفات ۱۲۵۹ھ کے لگ بھگ ہوئی۔ یہی اسپرنگر نے بھی لکھا ہے حال آنکہ نصیر کی وفات ۱۲۵۴ھ میں ہوئی جیسا کہ اسکے دیوان قلمی رام پور میں مادہ تاریخ "چراغ گل" سے ثابت ہوتا ہے۔ اسکو طبقہ چارمی کا مشہور شاعر کہنا غلط ہے طبقہ سوئمیں ہونا چاہئے۔ عرف نام میاں کلو۔ شاگرد میر محمدی مائل۔ حیدر آباد میں انتقال ہوا۔

۲۔ اثر۔ اثر کی مثنوی کا نام خواب و خیال ہے اور وہ انجمن ترقی اردو سے شائع ہو چکی ہے۔ دیوان بھی شائع ہو گیا ہے۔ مثنوی میں خواجہ درد کے اشعار بھی شامل ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری میں اثر کی ایک اور مثنوی کا نسخہ قلمی موجود ہے (معارف اپریل ۲۷ء)

۱۴۔ بیتاب ۔ اصل نام سنتوکھ رائے۔ بعض تذکروں میں جو سبوک رائے لکھا ہے اور اس سے ایک دوسری شخصیت مراد لی ہے غلطی ہے۔ بعضوں نے حاتم کا شاگرد لکھا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ یہ قائم ہی کے شاگرد تھے۔ اس کا مطیع الاسلام ہونا مشکوک ہے۔

۰۵۰۔ حیف ۔ اس کا ترجمہ ۱۲۱ میں بھی ہے دو شخصیتیں ایک ہیں۔

۵۶۔ قادر ۔ اس کا تخلص نکات میں قدر ہے۔

۵۹۔ حقیقت ۔ اسکی ایک کتاب "صنم کدہ چین" مکتوبہ ۱۸۶۱ء یورپ کے مانچسٹر لائبریری میں موجود ہے۔

۶۲۔ لاغر ۔ نواب لطف اللہ خاں صادق کے بھتیجا نہیں بلکہ پوتا تھے۔ والد کا نام ہدایت علی خاں ۔ وطن پانی پت۔ حملہ درانی کے زمانے سے پٹنہ آ کر رہے۔

۷۰۔ شورش ۔ نام غلام حسین ہے دلد میر محسن عظیم آبادی ۔ حضرت چراغ دہلی سے سلسلہ نسب ملتا ہے۔ تذکرہ کا نام "یادگار دوستاں" ہے اور تصنیف کا سال "یاد ہندوستاں روزگار" سے ۱۱۹۱ھ مستخرج ہوتا ہے۔ وفات عشرہ اولیٰ ماہ شعبان ۱۱۹۵ھ ۔ (مسرت افزا) اس تذکرہ کا ایک مخطوطہ بوڈلین لائبریری میں تھا اسکو جناب کلیم الدین صاحب نے تذکرہ عشق کے ساتھ "دو تذکرے" کے نام سے عکسی خط پر مبنی شائع کر دیا ہے۔ اس تذکرہ کا ایک اور نادر نسخہ کتب خانہ رشیدیہ جون پور میں ہے جو متقدم الذکر سے قدیم ہے اور اس میں تذکرہ کا نام "رموز الشعراء" لکھا ہے۔ اور مرزا محمد علی عشق کی فرمائش سے لکھا گیا ہے شورش کی دیگر تصانیف کے نام یہ ہیں۔ ارشاد العارفین، احوال بادشاہان ہندوستان، ملفوظات حضرت قمر الحق مسمیٰ بہ گنج فیاضی" ب

اس تذکرہ سے متعلق ڈاکٹر محمود الٰہی کا مضمون بازیافت میں شایع ہوا ہے۔

۷۳۔ حسرت :۔ سرب سنگھ دیوانہ کا شاگرد مگر بعد میں منحرف ہوگیا۔ ابھی حال میں اس کا دیوان ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی نے مرتب کر کے شایع کیا ہے اس کا طوطی نامہ بھی شایع ہوگیا ہے۔ اسکا شہر آشوب بھی ہے وفات ۱۲۰۶ھ (معاصر ۱)

۷۵۔ حسرت ہیبت قلی خاں۔ مسرت افزا میں مرشد آبادی لکھا ہے۔ حالانکہ عظیم آبادی تھے۔ میر باقر حزیں کے شاگرد تھے۔ خواجہ درد سے بھی اصلاح لی تھی۔ طوطی نامہ جعفر علی حسرت کی تصنیف ہے۔ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی نے شایع کرادی ہے۔ میر باقر حزیں کی بہن ان سے منسوب تھیں۔ وفات ۱۲۱۰ھ

۷۸۔ فرصت۔ شاگرد مولانا محمد زن و جنون گلزار ابراہیم کے مطبوعہ نسخہ انجمن (؟) فرحت تخلص لکھا ہے۔

۸۲۔ حمید۔ اصل نام میر حامد ہے۔

۸۳۔ ہوس۔ والد کا نام مرزا علی خاں تھا جو بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ اور سالار جنگ کے بھائی تھے۔ ولادت ۱۱۹۲ھ وفات ۱۲۶۰ھ (تفصیل نگار پاکستان اگست سنہ ۱۹۶۳ء)

۸۴۔ ہدایت۔ شیخ نہیں افغان تھے۔ اور ثناء اللہ فراق کے چچا تھے۔ عمدہ منتخبہ میں میر درد کا مرید بھی لکھا ہے اور وفات ۱۲۱۹ھ اور ناسخ نے ۱۲۱۵ھ لکھا ہے۔

۹۱۔ راقم۔ میر نے نکات میں اپنا بھی شاگرد بنایا ہے۔

۹۶۔ راجہ۔ شتاب رائے کے بیٹے کا نام کلیان سنگھ تھا اور راجہ بہادر خطاب تخلص عاشق۔ اسکی ایک مثنوی بافشاط معاصر دور اول میں چھپی ہے۔

۱۰۵۔ رضاؔ۔ میر محمد علی رضا اور ۱۰۷ میر محمدی دونوں کی ایک ہی شخصیت۔ نام محمد علی نہیں بلکہ محمد رضا صحیح ہے، میر محمدی عرف ہے۔ ان کا دیوان باضابط معاصر دور اول میں چھپ چکا ہے۔

۱۰۹۔ نزارؔ۔ فیض آباد میں قیام تھا اور شاہ حفیظ اللہ کا شاگرد تھا۔

۱۱۸۔ خیال کا ترجمہ دوبارہ طبقہ چہارم میں بھی کیا ہے اور نام غلام حسن خاں لکھا ہے۔ یہی صحیح ہے۔

۱۱۹۔ شاہ محمد اصل نہیں افضل ہونا چاہیے کمال نام کا جزو نہیں۔ الہ آباد سے بھی ان کا کوئی تعلق نہیں۔ صاحب دیوان ہونا بھی مشکوک ہے ان کا تعلق طبقہ سوم میں نہیں بلکہ دور قبل کے شعرا میں ہونا چاہیے۔

۱۲۱۔ دیکھو نمبر ۵۰

۱۲۳۔ حجامؔ۔ عرف کلو (مسرت افزا) وفات ۱۲۰۳ھ (معاصر ۱۸)

۱۲۷ سامانؔ۔ شاگرد مرزا مظہر۔ جنگ میں قتل ہوئے ۱۱۴۷ھ (خوشگو)

۱۳۵۔ خادمؔ۔ گلزار ابراہیم میں نام خادم حسین خاں اور یہی صحیح ہے۔ حکیم نے جلاب دیا اسی سے جاں بحق ہوگئے۔ وفات ۱۲۰۱ھ۔ شعر "باہر ہو" خادم فرخ آبادی سے بھی منسوب ہے۔

۱۳۸۔ اکبر کا انتقال ۱۲۱۸ھ میں ہوا۔ یہ مرزا جہاندار شاہ کے حقیقی ماموں تھے۔ ان کی مثنوی جو مرض الموت میں لکھی تھی معاصر ۲ میں شائع ہوئی ہے۔

۱۴۴۔ نواؔ۔ آتہ سرپ سنگھ۔ وفات ۱۲۰۳ھ (سفینۂ ہندی)

۱۵۲۔ بیکلؔ۔ ابراہیم خاں خلیق سے اصلاح کی بات غلط۔ مسرت افزا میں ولی دکھنی سے اصلاح کی اطلاع بھی غلط ہے۔

۱۵۹۔ تمنا۔ مصنف تذکرہ گل عجائب شاگرد مرزا آزاد بلگرامی

۱۶۴۔ تنہا۔ وفات ۱۲۲۲ھ (خوش معرکہ زیبا) تفصیل دیکھو معاصرین

۱۷۰۔ ثابت۔ وفات ۱۲۰۸ھ (تذکرہ عشقی)

۱۷۷۔ نیم چند۔ قصہ گل باصنوبر کا ترجمہ ۱۸۳۶ء میں چھپا۔ اس کا ایک نسخہ خدا بخش لائبریری میں ہے۔ اس کا دوسرا مطبوعہ نسخہ ۱۸۴۱ء کلکتہ باہتمام داتارام برہمن دناسی کے پاس تھا (فہرست کتب خانہ دناسی)

۱۸۳۔ نصرتی۔ شاعر قدیم۔ طبقہ سوم سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔

۱۸۹۔ تینوں میں سے کسی کو اردو شاعری سے سروکار نہ تھا پھر تذکرہ
۱۹۰۔ میں شامل ہونے کی وجہ؟
۱۹۱۔

۱۹۲۔ موزوں۔ وفات ۱۲۲۹ھ۔

۲۲۱۔ بینی نرائن۔ دیوان جہان ۱۸۱۲ء میں مرتب ہوا۔ خواجہ احمد فاروقی بھی اپنے مضمون (آج کل) میں ۱۸۱۴ء کہتے ہیں جو غلط ہے۔ اس میں بینی نرائن نے اپنے اشعار نہیں بلکہ دوسروں کے اشعار لکھے ہیں۔ اس تذکرہ کو جناب کلیم الدین صاحب نے چھپوا دیا ہے۔ یہ تذکرہ بہت ناقص اور غلطیوں سے بھرا ہوا ہے۔ بینی نرائن بڑا غیر محتاط ہے۔

۲۲۲۔ فارغ۔ اور ۳۱۱ مکند سنگھ فارغ دو الگ شخصیتیں نہیں۔ شیفتہ نے بھی یہی غلطی کی ہے۔

۲۳۳۔ جواں۔ بارہ ماسا کا ایک نسخہ مانچسٹر لائبریری میں مکتوبہ ۱۸۰۲ء موجود ہے۔

۲۳۵۔ جے چندرا۔ اس کا تذکرہ شعرائے ہند کی ضمن میں کیسے ہو سکتا ہے؟

۲۴۵ - قبول - فارسی گو تھے۔ جس دور میں یہ تھے اسکا امکان بہت کم ہے کہ اردو میں بھی شعر کہتے ہوں ان کا اردو کا شعر زہرے سر قبول نامی سے بھی منسوب ہے۔ میر حسن نے جو "پنیر" والا شعر ان سے منسوب کیا ہے وہ ان کے بیٹے گرامی سے بھی منسوب ہے۔ وفات قبول بقول آزاد بلگرامی ۱۱۳۹ھ (سرو آزاد) اور ۱۱۳۷ھ (سفینۂ خوشگو)

۲۵۸ - جنون - غلام مرتضیٰ ولد شاہ تیمور الہ آبادی آخر میں خلل دماغ ہوگیا اور بصارت بھی کم ہوگئی اکثر کتب تفسیر و تصوف وغیرہ ان سے یادگار ہیں۔ پارہ عم کی منظوم تفسیر لکھی وطن چین پور (سہسرام، بہار۔ تذکرہ شوق میں عظیم آبادی لکھا ہے۔

۲۶۰ - چندا - اب یہ دیوان مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری میں محفوظ ہے۔ چندا کا مفصل حال رسالہ تحفہ حیدرآباد جلد ۱ نمبر ۲ میں شائع ہوا ہے اس میں اسکو ریختی کا موجد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اس کا ترجمہ طبقہ اول میں بھی ہے۔

۲۶۵ - اظہر - فقیر کے مرید نہیں شاگرد تھے ۱۱۹۲ھ میں وفات (مسرت افزا)

۲۷۵ - رند - یہ شاعروں کا مربی تھا اسکے دیوان میں سوز اور سودا کی اکثر و بیشتر غزلیں شامل ہوگئی ہیں۔

۲۷۹ - رنگین - وفات ۱۲۱۵ھ میں بعمر ۸۰ سال۔ بیسیوں کتابوں کے مصنف تھے۔ برٹش میوزیم میں کل نسخے اکثر ان کے ہاتھ کے مکتوبہ موجود ہیں۔

۲۸۲ - ہادی - گلزار کی عبارت ہے کہ "زبانی شیخ فرحت شنیدہ شد کہ استعداد نداشتہ" کریم نے ترجمہ غلط کیا۔

۳۰۵ - عشق و مبتلا - صاحب تذکرہ شعرا۔ وفات ۱۲۴۴ھ ان کا دیوان فارسی مانچسٹر لائبریری میں ہے۔ (آگے صفحہ ۹۰ پر دیکھیں)

رسالہ معاصر کے پرانے شمارے
(باستثنائے شمارہ ۷، ۸ اور ۹)
بحساب فی شمارہ دو روپے
(شمارہ ۱۸ کی قیمت تین روپے)
دفتر دائرہ ادب پٹنہ ۴ میں
دستیاب ہیں

مطبوعات دائرہ ادب، پٹنہ

۱۔ چار مقالے .... پرنسپل فضل الرحمٰن مرحوم کے
مقالات کا مجموعہ ۔ قیمت [illegible]

۲۔ ولولے .... فہیم الدین احمد فہیم عظیم آبادی کے
اشعار کا مجموعہ ۔

۳۔ طبقات الشعرائے ہند ...... مولفہ اف فیلن و کریم الدین
طبقہ چہارم
مرتبہ ۔ عطا کاکوی قیمت عہ/

۴۔ تذکرہ شعرا .... بزبان شاد عظیم آبادی
مرتبہ ۔ عطا کاکوی قیمت

۵۔ طبقات الشعرائے ہند ...... مولفہ اف فیلن و کریم الدین
طبقہ سوم
مرتبہ ۔ عطا کاکوی قیمت

۶۔ تذکرہ ریاض الوفاق (ملخص) مرتبہ سید حسن
مولفہ ذوالفقار علی مست و عطا کاکوی
قیمت ۔ عہ/

ملنے کا پتا :۔

منیجر معاصر، رمنا باغ
پٹنہ ۴